



ایرانی صدر کا کامیاب دورہ

MONTHLY
HUMAN RIGHTS WATCH
LAHORE

ماہنامہ
ہیومن رائٹس واچ
لاہور

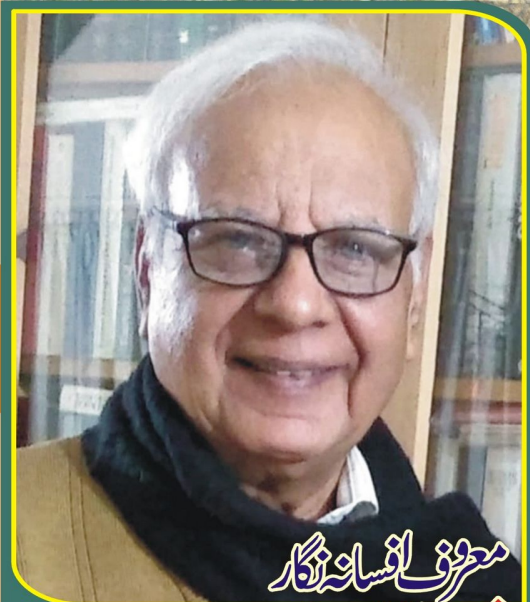
مئی 2024ء

2010ء سے مسلسل اشاعت

ABC
CERTIFIED



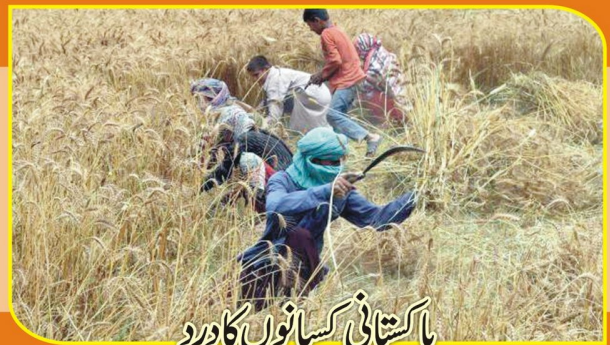
مالی پیم مزدور



معروف افسانہ نگار
نیر اقبال علوی کی خصوصی گفتگو

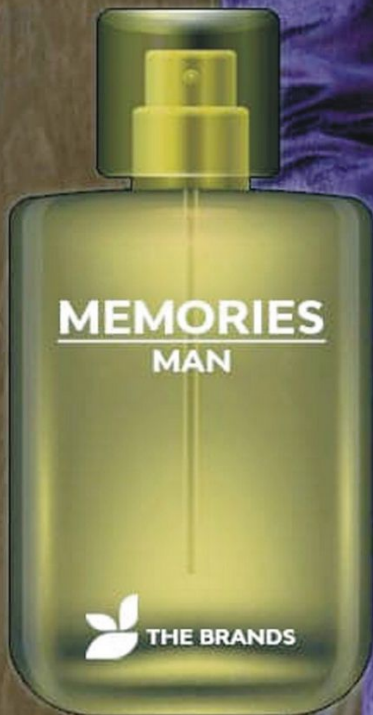


لاہور کی پہلی خاتون سی ٹی او کیسے چیلنج ہو؟



پاکستانی کسانوں کا درد

24^{hr}
FRAGRANCE



Perfume is the key to our
Memories

مئی 2024ء

1

ہیومن رائٹس واچ



ٹیبلنگ ایڈیٹر

نعیم اختر

ایڈیٹر

عمارہ جہانزیب

چیف ایڈیٹر

غلام مصطفیٰ چوہدری

جوائنٹ ایڈیٹر

نزهت عروج بیگ، مہوش انور

ڈپٹی ایڈیٹر

چوہدری محمد عبداللہ

ایگزیکٹو ایڈیٹر

ایم نصیر بیگ

چیف فوٹو گرافر

عبدالرشید لودھی

شوہز ایڈیٹر

توحید اختر

اسسٹنٹ ایڈیٹر

بشری رضوان / شگفتہ سمن

مشاورتی بورڈ

- قیوم نظامی • کاشف بشیر خان
- ضمیر آفاق • سبحان عارف صہبائی
- قیصر علیخان لودھی • عبدالعزیز
- ڈاکٹر محمد انور امین • صنم خان

قانونی مشیر

- میاں محمد بشیر
- عظیم اعجاز
- فیاض احمد ملک

قیمت اندرون ملک

100/- روپے فی شمارہ

قیمت بیرون ملک

- امریکہ 4 ڈالر
- برطانیہ 2 پونڈ
- کینیڈا 4 ڈالر
- یورپین ممالک 3 یورو
- سعودی عرب 10 ریال
- متحدہ امارات 10 درہم

اس شمارے میں

- ادارہ _____
- معروف افسانہ نگار نیر اقبال علوی کی خصوصی گفتگو _____
- عالمی یوم مزدور _____
- ایرانی صدر کا کامیاب دورہ _____
- لاہور کی پہلی خاتون سی ٹی او کیلئے چیلنج؟ _____
- پاکستانی کسانوں کا درد _____
- مکروہ لوگ (افسانہ) _____
- خواتین میں نشے کا بڑھتا ہوا تشویشناک رجحان _____
- دنیائے خواتین _____
- ہیلتھ اینڈ فٹنس _____
- شوہر کی دنیا _____
- ادبی ورثہ _____
- سپورٹس _____
- خصوصی رپورٹس _____
- لوگ کیا کہتے ہیں؟ _____
- انسانی حقوق کی خلاف ورزیاں _____
- بین الاقوامی خبریں _____
- سوشل راونڈ اپ _____

جنرل منیجر مارکیٹنگ

عمیر جٹ

سرکولیشن منیجر

علی امیر

کمپوزنگ

اختر شہزاد

آرٹ اینڈ ڈیزائننگ

ساجد مہتاب

انڈرٹون ملک نمائندگان (اعزازی)

- لاہور _____
- اسلام آباد _____
- راولپنڈی _____
- ملتان _____
- کوٹ ادو _____
- فیصل آباد _____
- سرگودھا _____
- پٹنہ _____
- بہاولپور _____
- بہاولنگر _____
- ڈیرہ غازی خان _____
- صوبہ سندھ _____
- کراچی _____
- کوئٹہ _____
- پشاور _____
- مظفر آباد _____

بیرون ممالک نمائندگان

- منور علی شاہد..... یورپین ممالک
- مقصود قصوری..... آسٹریلیا
- محمد رضوان..... مشرق وسطیٰ

رابطہ آفس: 231/12 علامہ اقبال روڈ، مصطفیٰ آباد، لاہور (پاکستان)

Contact: 0336-0810800 Whatsapp: 0300-4539241



/HRWlahore



/humanrightswatchpk



/humanrightswatchmagazine

E-mail: humanrightswatchlhr@gmail.com, humanrightswatchpk@gmail.com

پبلشر مہوش مصطفیٰ چوہدری نے عکاظ پرنٹرز، فیروز پور روڈ لاہور سے چھپوا کر 231/12، علامہ اقبال روڈ لاہور (پاکستان) سے شائع کیا۔ نوٹ: ادارہ کا جملہ شائع شدہ مندرجات سے متعلق ہونا ضروری نہیں ہے

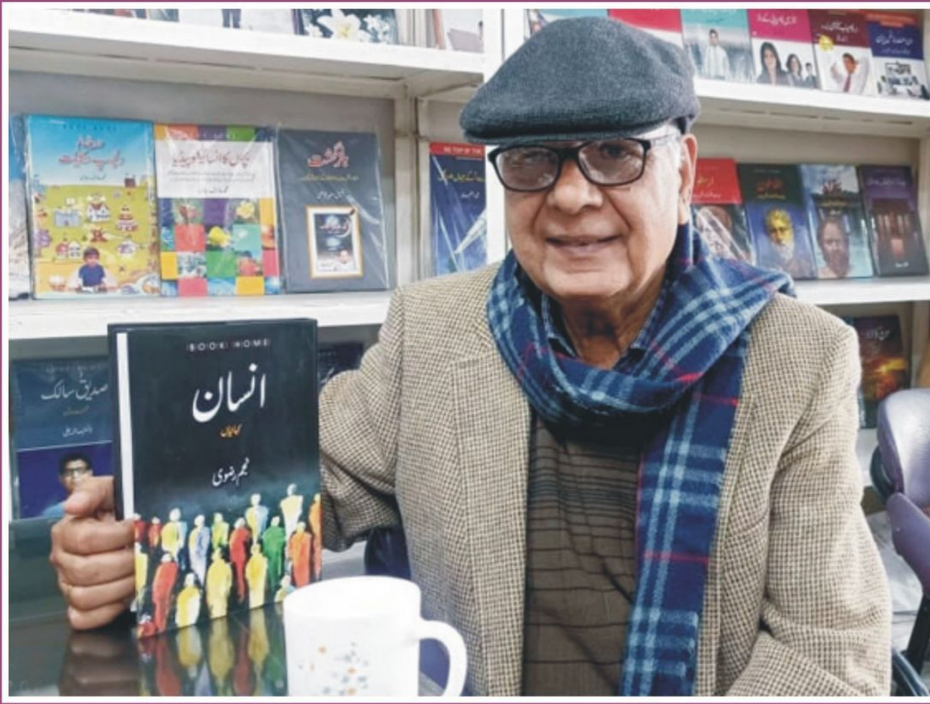
محنت کشوں کا عالمی دن اور مزدوروں کے حقوق

ہر سال یکم مئی کو دنیا بھر میں محنت کشوں کا عالمی دن منایا جاتا ہے پاکستان میں بھی جوش و جذبے سے یہ دن مناتے ہوئے ریلیاں، جلسے جلوس اور سیمینار منعقد کیے جاتے ہیں اس دن کو منانے کا مقصد امریکہ کے شہر شکاگو کے محنت کشوں کی قربانیوں سے بھرپور جدوجہد کو یاد کرتے ہوئے ان کو خراج تحسین پیش کرنا ہوتا ہے ہمارے ملک میں یکم مئی کو مزدوروں کے عالمی دن کے موقع پر عام تعطیل بھی ہوتی ہے جبکہ مزدوروں کے ساتھ یکجہتی کے لیے سرکاری و غیر سرکاری سطح پر تقریبات منعقد کی جاتی ہیں، جن میں محنت کشوں کے عالمی دن کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے علاوہ شکاگو کے مزدوروں کی جدوجہد کو سراہا جاتا ہے جبکہ مزدوروں کے حقوق کے لیے آواز بلند کرتے ہوئے مزدوروں کے مسائل کی طرف توجہ مبذول کرائی جاتی ہے۔

قومی ترقی میں مزدوروں کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا مگر یہ بھی افسوسناک امر ہے کہ مزدوروں کو ان کے جائز حقوق بھی حاصل نہیں ان کے مسائل پر مناسب توجہ نہیں دی جاتی ان حالات میں مزدور طبقہ غربت، بے روزگاری اور مہنگائی سے دوچار ہونے کی وجہ سے معاشی مشکلات کا شکار ہے۔ ان کو تعلیم اور صحت جیسی بنیادی سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک میں غربت اور بے روزگاری کی وجہ سے مزدوروں کے حقوق کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن آئی ایل او نے اپنی ایک رپورٹ میں کہا ہے کہ 2023 میں انتہائی غربت میں زندگی گزارنے والے ایسے کارکنوں کی تعداد میں عالمی سطح پر 10 لاکھ کا اضافہ ہوا جو فی کس سوا دو ڈالر روزانہ سے بھی کم کھاتے ہیں اور نسبتاً کم غربت میں رہنے والے ایسے کارکنوں کی تعداد میں بھی تقریباً 84 لاکھ کا اضافہ ہوا جن کی روزانہ کمائی فی کس 3.65 ڈالر سے بھی کم تھی۔ بین الاقوامی لیبر آرگنائزیشن آئی ایل او نے اپنی 2024ء کی پیش گوئی کرتے ہوئے یہ بھی کہا ہے کہ کم بے روزگاری اور روزگار میں نمو کے باوجود جی 20 ممالک کی اکثریت میں بنیادی اجرتوں میں کمی واقع ہوئی کیونکہ اجرتوں میں اضافہ گزشتہ سال مہنگائی کی رفتار کا مقابلہ کرنے میں ناکام رہا۔

مزدوروں کے معاشی حالات اور ان کے حقوق کی خلاف ورزیاں کسی سے ڈھکی چھپی نہیں اس میں بھی دورائے نہیں ہو سکتی کہ مزدوروں کو ان کے حقوق دے کر ہی ملکی معیشت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا جاسکتا ہے لہذا حکومت کو مزدوروں کے مسائل کی طرف خصوصی توجہ دینی چاہیے، مزدوروں کو ریلیف دینے کے لیے تمام وسائل بروئے کار لانے چاہیں۔ ریاست کی ذمہ داری ہے کہ وہ لیبر پالیسیوں کو مزید بہتر بنائے اور ان پر موثر عمل درآمد بھی کروائے تاکہ مزدوروں کو مناسب اجرت، ملازمت کا تحفظ اور صحت جیسی سہولتیں حاصل ہو سکیں۔ تب ہی محنت کش طبقہ پوری محنت اور تندہی سے قومی ترقی و خوشحالی میں اپنا کردار بخوبی ادا کر سکتا ہے، یہی مزدوروں کے عالمی دن کا تقاضہ اور ریاست کا فرض بھی ہے۔



معروف افسانہ نگار نیر اقبال علوی کی خصوصی گفتگو

ترتیب و اہتمام: غلام مصطفیٰ چوہدری

یوں ان کو دیکھ کر ہم بہن بھائیوں میں بھی شعر و شاعری، موسیقی اور مطالعے سے رغبت ہوتی چلی گئی اور وقت کے ساتھ ساتھ من میں کچھ لکھنے کا شوق بھی انگڑائیاں لینے لگا، اپنا پہلا افسانہ میں نے 1995ء میں تحریر کیا۔

سوال: کیا آپ افسانہ نگاری کے علاوہ شعر و شاعری بھی کرتے ہیں؟

جواب: چونکہ ادبی شروعات شاعری سے ہوئیں، والد صاحب بھی شاعری کرتے اس لیے ہم نے بھی پہلے شاعری میں طبع آزمائی کی لیکن خود میں شاعرانہ جوہر نہ پا کر اسے ترک کیا اور نثر کی طرف توجہ مبذول کر دی۔ جس میں مجھے خاصی کامیابی نصیب ہوئی۔ یوں میں گزشتہ تین دہائیوں سے افسانہ نویسی کر رہا ہوں۔

سوال: ایک ادیب کو ادب تخلیق کرتے ہوئے کن کن باتوں کو مد نظر رکھنا چاہیے؟

جواب: بوقت تخلیق ایک اچھے ادیب کے سامنے یہ نصب العین ہونا چاہیے کہ وہ ایسا ادب تخلیق کرے جو با مقصد معیاری اور معاشرے کے افراد کے لئے مثبت و سود مند ثابت ہو، لکھاری، ذاتی نمود و نمائش یا اپنی باتیں لکھنے

صاحب سب لوگ گورنمنٹ ملازم تھے۔ یوں ہمارے خاندان کو خالص لاہوری ہونے پر خاصہ اساس تغافر ہے۔ البتہ میری پیدائش اتفاق سے لاکپور شہر (فیصل آباد) میں ہوئی۔ کیونکہ ان دنوں والد صاحب بسلسلہ ملازمت فیصل آباد میں مقیم تھے۔

سوال: آپ نے کن کن تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی، آپ کا تعلیمی سفر کیسا رہا؟

جواب: پرائمری تک تعلیم جو نیر ماڈل سکول ملتان روڈ لاہور، میٹرک گورنمنٹ ہائی سکول چورجی گارڈنز لاہور، ایف ایس سی ایم اے او کالج لاہور، گریجویٹیشن پرائیویٹ طور پر کیا۔ گیسٹے انسٹی ٹیوٹ گلبرگ لاہور سے جرمن لسانیات کے بنیادی کورسز کیے۔ زمانہ طالب علمی میں بڑے مشفق اور محنتی اساتذہ میسر آئے جن کی اعلیٰ تربیت اور دعاؤں کے طفیل ہی علم و ادب سے ناٹھ جوڑ سکا۔

سوال: آپ کی ادب کی دنیا میں آمد کب اور کیسے ہوئی؟

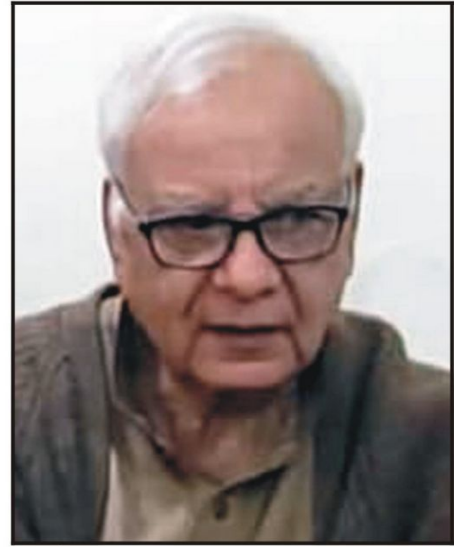
جواب: ادب سے لگاؤ کا سہرا والد صاحب کے سر ہے جنہوں نے ہم بہن بھائیوں کو علامہ اقبال، سرسید، مرزا غالب اور بڑے بڑے ادباء و شعراء کی تخلیقات سے روشناس کرایا۔ وہ چونکہ خود ادب شناس تھے، شاعری سے دلچسپی رکھتے تھے خود شعر کہتے۔ اچھی کتب کا مطالعہ کرتے،

انسٹریو: نازیہ بتول

نیر اقبال علوی کا شمار عہد حاضر کے معروف افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے ان کا تعلق لاہور سے ہے۔ انہوں نے لاہور کے تعلیمی اداروں سے ہی تعلیم حاصل کی جبکہ جرمن زبان کے بنیادی کورسز بھی گیسٹے انسٹیٹیوٹ گلبرگ لاہور سے کیے۔ ان کو ادب ورثہ میں ملا، ان کے والد صاحب کا ادب سے بہت لگاؤ تھا اور وہ خود بھی شعر کہتے تھے۔ اس طرح ان کو بھی ادب سے رغبت ہو گئی اور افسانہ نگاری شروع کی۔ انہوں نے اپنا پہلا افسانہ 1995ء میں تحریر کیا۔ ان کے تاحال سات افسانوی مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ جبکہ آٹھواں مجموعہ زیر اشاعت ہے۔ نیر اقبال علوی سے ماہنامہ ہیومن رائٹس وائچ کی ایک خصوصی نشست ہوئی جس میں ہونیوالی ادبی اور معلوماتی گفتگو قارئین کی دلچسپی کیلئے پیش کی جا رہی ہے۔

سوال: سب سے پہلے آپ ہمارے قارئین کو اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں بتائیں، آپ کہاں پیدا ہوئے اور آپ کی فیملی کے بارے میں معلومات؟

جواب: میرے آباؤ اجداد فیصل کے اندروالے قیدی لاہور کے باسی تھے۔ میرے دادا، تایا اور والد



کے بجائے افراد معاشرے کی بات کرے، سماجی ثقافتی اور روز مرہ کے مسائل پر بات کرے، معاشرتی خامیاں خوبیاں ہائی لائٹ کرے، اخلاقی گراؤ، فحاشی اور جرائم کو فروغ دینے والی کہانیوں سے احتیاط برتے، صاف ستھرا اور قابل فہم ادب اس وقت قارئین کی اشد ضرورت ہے۔

سوال: ہمارے ادب میں ترقی پسندی، جدیدیت اور مذہبی تشخص پر ملے جلے رجحان پائے جاتے ہیں اور مخالف نظریات بھی موجود ہیں آپ کے اس منظر نامہ کے بارے میں کیا خیالات ہیں؟

جواب: کسی بھی ادبی رجحان کی ساخت اس علاقے یا سماج کی رسوم رواج، لوگوں کے رویوں، بود و باش، وہاں رونما ہونے والی تبدیلیوں کے نتیجے میں ظہور پذیر ہوتی ہے۔ نوآبادیاتی دور نے دنیا کو سوچ و بچار، غورو فکر، حقوق و فرائض کے نئے زاویے عطا کیے۔ 1930ء میں وجود میں آنے والی ترقی پسند تحریک نے برعظیم کے ادب پر گہرے نقوش مرتب کیے۔ اس تحریک سے منسلک بہت بڑے اعلیٰ پائے کے شاعروں، ادیبوں نے بڑا وسیع ادب تخلیق کیا۔ ماڈرن ازم یا جدیدیت نے بھی زندگی کے ہر پہلو کو متاثر کیا۔ اردو ادب بھی اس سے کنارہ کش نہ رہ سکا۔ اس رجحان کے تحت بھی قابل ذکر تخلیقی کام سرانجام دیا گیا۔ چونکہ پاکستان ایک مذہبی ریاست بنادی گئی ہے جس کے تحت لکھنے پڑھنے مذہبی و اخلاقی قدغنیں لگی ہوئی ہیں۔ اس میں اچھے اور برے دونوں پہلو موجود ہیں۔ میرے ذاتی خیال میں ادب کو اپنی حدود کا خود تعین کرنا چاہیے کہ اسے کس حد تک بے باک ہونا ہے اور کہاں تک آداب و اخلاق کا لحاظ رکھنا چاہیے۔ ایک اچھے ادیب کی یہ کوشش ہونی چاہیے کہ وہ

معاشرے میں شر، فساد، اخلاق سوزی، جذبات کو انگیزت کرنے والی تحریروں سے اجتناب کرے، مندرجہ بالا رجحانات سے ہر لکھاری کا متفق ہونا یا نہ ہونا اس کا ذاتی فیصلہ ہے مگر ہمارے ہاں ہونے والی عالمی ادبی سرگرمیاں کسی طرح بھی مکمل طور پر لائق تحسین نہیں ہیں۔

سوال: ایک خیال عام ہے کہ افسانہ اور تنقید میں اب قابل ذکر اور نمایاں نام سامنے نہیں آ رہے لوگوں کا کہنا ہے کہ افسانہ نگاری اور اردو تنقید زوال کا شکار ہے اگر ایسا ہے تو اس کا سبب کیا ہے؟

جواب: ہمارا علمی و ادبی رجحان گزشتہ نصف صدی سے انحطاط پذیر ہے دیگر ملکی اداروں کی دگرگوں صورتحال کی طرح تحقیق و تنقید کا شعبہ بھی رو بہ زوال ہے۔ علم و ادب کی ترویج ترقی قوموں کے علمی ذوق اور شوق مطالعہ کی مرہون منت ہے۔ تحقیق و تنقید انتہائی شفقت طلب عمل ہے۔ اس کیلئے لائبریریوں، آرکائیو اور مطلوبہ تحقیقی لٹریچر کا میسر آنا اشد ضروری ہے۔ علاوہ ازیں محقق و نقاد حضرات کے گھریلو حالات پر سکون اور مالی حالات کا مستحکم ہونا بھی اہم جزو ہے۔ پھر ہر شاعر، ادبی، نقاد، افسانہ نگاری اپنی جیب سے اپنی تصنیف کے اخراجات بھی برداشت کرتا ہے چنانچہ روز بروز مخدوش ہونے جانے والے حالات میں لوگ ایسی بے شرمحت مشقت سے صرف نظر کیے جا رہے ہیں۔ آخر میں ایک سب سے اہم بات کہنا چاہوں گا کہ حکومتی سطح پر ایسا کوئی مناسب ادارہ یا پبلیش فارم بھی میسر جو نئی شائع شدہ کتب کا ملکی سطح پر تعارف کروا سکے یوں بہت سے قیمتی و قیّع ادب خاطر خواہ تعارف نہ ہونے کی بنا پر گمنامی کے اندھیروں میں گم ہو جاتا ہے۔

سوال: اردو افسانہ نگاروں میں کن کن کے افسانوں نے آپ کو زیادہ متاثر کیا اور آپ کا پسندیدہ افسانہ نگار کون ہے؟

جواب: یہ ایک کٹھن سوال ہے، ان گنت قابل قدر و بلند پایہ افسانہ نگار ادب اردو کی خدمت کر کے ملک راہی عدم ہوئے اور تعداد افسانہ نگار موجود ہیں اور افسانوں و ادب کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں، میری نگاہ میں یہ سب یکساں قابل احترام ہیں۔ لہذا ایک دو کومن پسند قرار دے لینا دوسروں کیساتھ نا انصافی ہوگی۔ پسندیدہ افسانوں کے ضمن میں درج ذیل کہانیاں مجھے بہت پسند

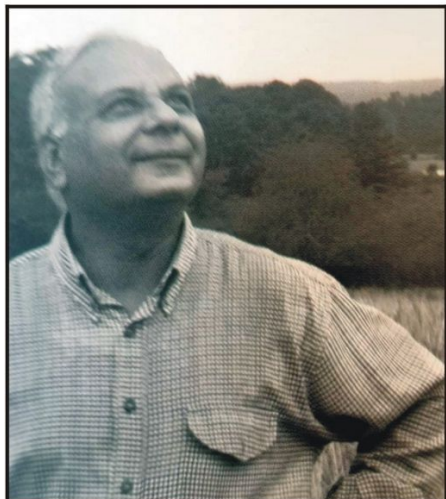
ہیں۔ مہاوٹوں کی ایک رات (احمد علی)، جگا (بلونت سنگھ)، ساری رات (انور عظیم)، خاموشی کے حصار (احمد یوسف)، لحاف (خدیجہ مستور)، صندوقچہ (حاجرہ مسرور)، آنندی (غلام عباس)، کھول دو (منٹو)، نصیب جلی (رام لعل)، سورگ میں سور (شاہد حمید)۔

سوال: آپ کی نظر میں ایک اچھے افسانے کی تعریف کیا ہے؟

جواب: میری نگاہ میں اچھا افسانہ وہ ہے قاری جسے پڑھتے ہوئے جس میں ڈوب جائے، اور خاتمے کے بعد ایک عرصہ تک اس کے سحر میں جکڑا رہے۔

سوال: ادب سے لگاؤ رکھنے والے لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ ناول لکھنے کی بجائے اب افسانہ نگاری کی طرف رجحان زیادہ ہے کیا اس کی وجہ یہ نہیں کہ اچھا ناول لکھنا نہایت مشکل، صبر آزما اور محنت طلب کام ہے اس کے برعکس افسانہ ایک نشست میں ہی لکھا جاسکتا ہے اس لیے اچھے افسانوں کا تناسب بھی زیادہ ہے آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: ادیب کو جب قارئین ہی میسر نہ ہونگے تو اس کو محنت و مشقت کا کیا فائدہ، دوسرے جب دو سے تین سالہ مدت میں اپنی توانائی بروئے کار لا کر ایک تین سو صفحات کا ناول لکھے اور اسے ایک پیسہ بھی بطور رائلٹی نہ ملے تو لامحالہ وہ افسانے لکھنے کو ہی ترجیح دے گا، پچیس کروڑ کی آبادی میں آج بھی ہر نئی کتاب پانچ سو کی تعداد میں شائع ہوتی ہے جبکہ مغرب میں ان کی تعداد لاکھوں میں ہوتی اور ہر ناول نگار کو کثیر تعداد رائلٹی کی صورت میں ملتی ہے۔ یورپ اور امریکہ میں ہر سال سینکڑوں کی تعداد میں ناول چھپتے ہیں جب کہ شارٹ سٹوری کا رواج کم ہے اور شائقین مطالعہ ان



بامقصد، افراد معاشرہ کے لئے سودمند اور غور و فکر کی جانب مائل کرنا ہونا چاہیے۔

سوال: ادبی سرگرمیوں کے علاوہ آپ کے دیگر مشاغل اور مصروفیات کیا ہیں؟

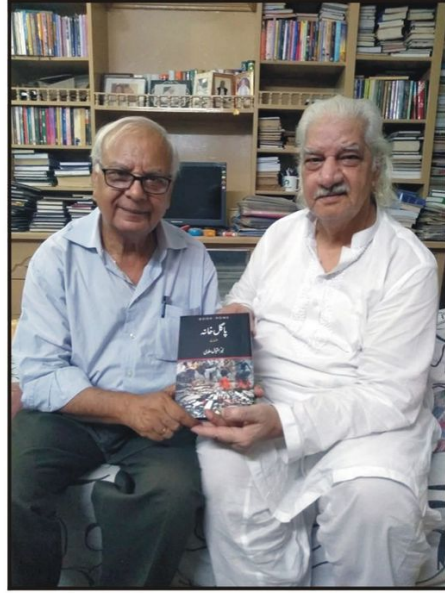
جواب: میرا سارا وقت تقریباً کتابوں کے ساتھ ہی گزرتا ہے تاہم میں موسیقی بڑے شوق سے سنتا ہوں، علاوہ ازیں اپنی 93 سالہ والدہ اور علیل شریک حیات دونوں کی تیمارداری کرتا ہوں۔

سوال: آپ کے پسندیدہ لباس، کھانے، پھول اور رنگ کون کون سے ہیں؟

جواب: میں نے درویشانہ زندگی کے تحت خود کو پسند و ناپسند کی تفریق سے بے نیاز کر رکھا ہے۔ تاہم جب میں یورپ میں جاؤں تو سوٹ اور ٹائی لگاتا ہوں، وطن مالوف میں موقع کے مطابق شلوار قمیض اور پینٹ شرٹ زیب تن کرتا ہوں، مجھے سبز رنگ اچھا لگتا ہے، گلاب کا پھول پسندیدہ پھول ہے کھانے میں مرغی مجھے پسند نہیں البتہ ماش کی خشک دال، سرسوں کا ساگ، آلو میتھی، کرلیے، فرائی فش من پسند غذائیں ہیں۔ سب سے زیادہ میری پسندیدہ اشیاء ایک اچھی کتاب، مسکور کن مہک والا فرنج پر فیوم اور محمد رفیع کے سحر انگیز نغمات ہیں۔

آپ کا ماہنامہ ہیومن رائٹس وائچ میگزین کو وقت دینے کا بہت بہت شکریہ!

میں اپنی عزت افزائی پر ہیومن رائٹس وائچ میگزین کا بے حد شکر گزار ہوں۔



سوال: آپ ایک سینئر افسانہ نگار کی حیثیت سے نئے آنے والے افسانہ نگاروں کو کیا مشورہ دیں گے؟

جواب: اگرچہ میں اس صداقت کا دل و جان سے قائل ہوں کہ

خرد کو غلامی سے آزاد کر
جوانوں کو پیروں کا استاد کر
میری ان نوجوان لکھاریوں سے التجا ہوگی کہ سب سے پہلے خود زیادہ سے زیادہ کتب بینی کی عادت ڈالیں، ملک کے معاشرتی، معاشی، ثقافتی، سیاسی و لسانی حالات پر گہری نگاہ رکھیں ہو سکے تو بین الاقوامی حالات پر بھی جانکاری کریں اپنے مشاہدے کو عمیق اور تجربات سے سودمند سبق حاصل کرنے کا ہنر جانتے ہوں، سینے میں حساس دل رکھیں ان کے ذہن وسیع اور قلم فنیل ہو، سب سے بڑھ کر ادب کو تخلیق کرنا ان کے نزدیک

نادلوں کو دلچسپی سے پڑھتے بھی ہیں جبکہ ہم لاچار افسانوں پر اکتفا کر رہے ہیں۔

سوال: آپ کے افسانوں کے کتنے مجموعے اب تک شائع ہو چکے ہیں کیا کسی نئے مجموعے پر بھی کام ہو رہا ہے؟

جواب: تاحال میرے سات افسانوی مجموعے منظر عام پر آچکے ہیں جب کہ آٹھواں مجموعہ ”جیب کترے“ کے نام سے زیر اشاعت ہے۔

سوال: یوں تو افسانہ نگار کو اپنے سارے افسانے ہی خوبصورت لگتے ہیں لیکن پھر بھی آپ سے یہ جاننا چاہیں گے کہ آپ کو اپنا کون سا افسانہ اور افسانوں کا مجموعہ سب سے زیادہ پسند ہے؟

جواب: افسانوں میں ”مدنی دواخانہ“ اور گٹھڑی میں بندھی بے بسی“ جبکہ ”پاگل خانہ“ بہ طور مجموعہ مجھے پسند ہے۔

سوال: ہمارے ملک میں ادب کا پہلے جیسا مقام نہیں رہا لوگ اب ادب زیادہ نہیں پڑھتے، کتابیں کم بکتی ہیں آپ کی نظر میں ادب کے زوال کی وجہ کیا ہے؟

جواب: سب سے بڑی اور شرمناک وجہ جاگیر دارانہ نظام، پھر مخدوش بے سود نظام تعلیم، پست شرح خواندگی بنیادی عوامل ہیں پھر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کی اس دور جد و جہد میں علم و ادب کے پھیلاؤ، زبان و ادب کی ترقی و ارتقا کے معاملے میں بے حسی و لاپرواہی قابل مذمت ہے۔ حصول آزادی کے بعد گزشتہ صدی کے چھٹے اور ساتویں عشرے تک صورتحال کافی بہتر تھی، سکولوں، کالجوں کی سطح پر ہفتہ وار بزم ادب منایا جاتا ہر ہفتے میں ایک بار تمام اخبارات ادبی ایڈیشن باقاعدگی سے شائع کرتے، کالجز اور یونیورسٹی کی سطح پر بیت بازی اور مشاعرے زور و شور سے منعقد ہوتے۔ ملک میں ادبی مجلے اور میگزین بکثرت چھپتے، لیکن ہولے ہولے ہوس سیم وزر اور حکمرانوں کی چشم پوشی نے سب کچھ بگاڑ ڈالا، اب گزشتہ برسوں میں جدیدیت کے تحت ہونے والی سائنسی ترقی نے نئی نسل کو سیل فون دے کر ادب سے مزید دور کر دیا۔ ہم اقوام و گھر کے تجربات سے مستفید نہ ہو پائے، اس طرح بتدریج علم و حکمت و دانش سے تہی دامن ہو کر آج جہالت کی گہری کھائی میں گرے پڑے ہیں۔





عالمی یوم مزدور

کر سکے۔ مظاہرین کی بڑھتی ہوئی تعداد کو روکنے میں ناکامی پر پولیس نے مظاہرین پر گولیوں کی بوچھاڑ کر دی۔ جس کے نتیجے میں بے شمار محنت کش ہلاک اور درجنوں زخمی ہوئے۔ لاتعداد محنت کشوں کو اپنی جان کی قربانی دینا پڑی اور سینکڑوں کو گرفتار کر کے مقدمات درج کئے گئے اور کئی ایک کو پھانسیاں دی گئی۔ ہلاک ہونے والے راہنماں نے کہا تم ہمیں جسمانی طور پر ختم تو کر سکتے ہیں لیکن ہماری آواز نہیں دب سکتے۔

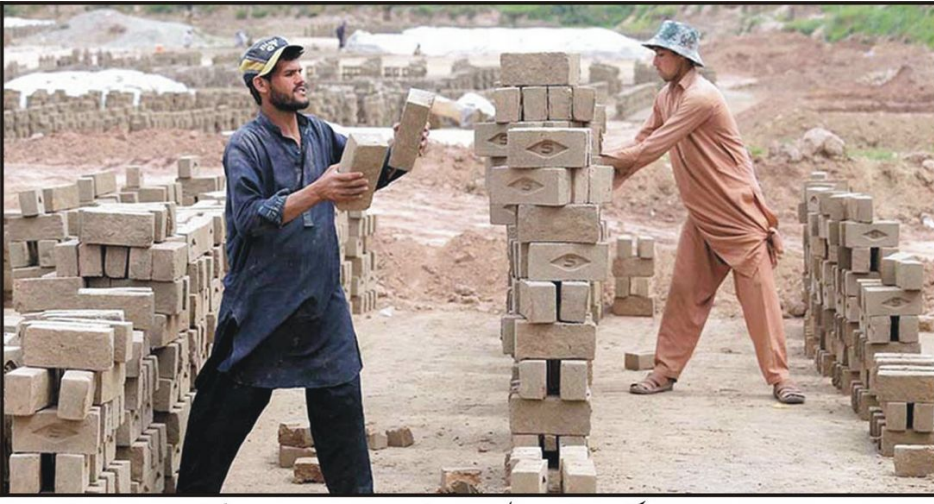
محنت کشوں کا یہ خونی انقلاب اور قربانی رائیگاں نہیں گئی دنیا ہر سال یکم مئی مزدوروں کے دن کے طور پر مناتی ہے اور شکاگو کے ان بلند ہمت محنت کشوں کو خراج تحسین اور ان کی عظمت کو سلام پیش کرتے ہوئے عہد کیا جاتا ہے کہ استحصالی کا شکار محنت کشوں کو ان کا جائز حق دلایا جائے گا۔ ہر سال کی طرح اس برس بھی پاکستان سمیت دنیا بھر میں یوم مئی محنت کشوں کے دن کے طور پر منایا جا رہا ہے۔ اس روز حکمران، سیاست دان، سیاسی و سماجی اور مزدور تنظیموں کی طرف سے جلسے جلوس، کانفرنس اور سیمینار کا انعقاد کیا جاتا ہے۔ شاہراں پر ریلیاں نکالی جاتی ہیں۔ محنت کشوں کے استحصالی نظام کے خاتمے،

میں ایندھن کے ساتھ ساتھ مزدوروں کے خون پسینہ کو بھی جلانا شروع کر دیا گیا۔ اس خوفناک استحصالی، المناک بیدردی اور سنگدلی پر گوشت پوست کے بے بس انسان چلا اٹھے۔ اس شرمناک اقدام کے خلاف محنت کش جب آواز بلند کرتے تو ان کو ملازمت سے برخاست کر دیا جاتا۔ ایسے ہی ظالمانہ رویے، جبری مشقت اور استحصالی قوتوں کے خلاف مزدور اکٹھا ہونا شروع ہوئے اور انہوں نے اپنے حقوق کے لئے آواز بلند کرنا شروع کی۔ 1880 کی دہائی میں محنت کشوں کی طرف سے سولہ گھنٹے کی بجائے آٹھ گھنٹے کے اوقات کار کا مطالبہ کیا گیا۔ اس مطالبے نے بے پناہ مقبولیت حاصل کی۔ مختلف شہروں میں اس مطالبے کے حق میں مظاہروں کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یکم مئی 1886 کو شکاگو اور امریکہ کے دیگر مختلف صنعتی اداروں کے تین لاکھ محنت کشوں نے سرمایہ داروں کے ظالمانہ رویہ اور جبری مشقت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور ایک دن اوقات کار کا صرف آٹھ گھنٹے روزانہ کی قانونی حیثیت کا مطالبہ کیا۔ پولیس نے مظاہرہ روکنے کے لئے محنت کشوں پر ظلم و بربریت کی انتہا کر دی مگر محنت کشوں کے جوش و جذبے کو کم نہ



تحریر: نوشیر خان

اٹھارویں صدی کے آخر میں صنعتی انقلاب کا آغاز ہوا اور جلد ہی پوری دنیا پر چھا گیا۔ سرمایہ داروں نے فیکٹریاں لگائیں اور پیداواری صلاحیت بڑھانے، زیادہ سے زیادہ مال کمانے اور ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی کوشش کرنے لگے۔ مقابلے کی فضا پیدا ہوئی تو بڑی بڑی فیکٹریاں، بلند و بالا عمارات اور دلکش محلات نظر آنے لگے اور لگژری گاڑیوں میں سفر شروع ہو گیا۔ زیادہ پیداوار لینے کے لئے فیکٹریاں اور کارخانے ڈبل شفٹ پر چلانا شروع کر دیئے گئے مگر ان کارخانوں



لئے ایک طویل فہرست شائع کی ہے جن میں اکثریت منافع بخش اداروں کی ہے جبکہ ان میں اصلاحات کے ذریعے پیداوار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے اگر اداروں کی نجکاری کی گئی تو اجرت اور منافع کے فرق میں مزید اضافہ ہو سکتا ہے اور پہلے سے غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزارنے والے مفلوک الحال محنت کشوں کی پریشانیوں میں مزید اضافہ ہو جائے گا۔ حکومت کی ترجیحات میں محنت کشوں کے حقوق کے لئے کوئی قابل قدر اقدام شامل نہیں جب بھی کوئی آمرانہ حکومت آئی اس نے ٹریڈ یونین پر حملہ کیا۔ اس وقت بھی ممکنہ احتجاج کے خوف سے ٹریڈ یونینز کو کمزور کرنے کی کوشش کی جارہی ہے تاکہ محنت کش کمزور ہوں اور حکومت کو اہداف کے حصول میں آسانی ہو۔ حکمرانوں کے پاس رسمی بیانات اور پرکشش وعدوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے اور نہ ہی صورت حال کی اس سنگینی کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ سوچنے کے لئے تیار ہیں۔ وقت کا تقاضا ہے کہ حکومت لیبر کلاس کے لئے سنجیدگی سے کوئی ایسی خصوصی لیبر پالیسیاں بنائے جنہیں مکمل طور پر نافذ کر کے محنت کشوں کی تکالیف کو کم کیا جاسکے اور لیبر قوانین پر سختی سے عمل کروایا جائے۔ بڑھتی ہوئی مہنگائی کے پیش نظر کم از کم اجرت ساٹھ ہزار روپے مقرر کی جائے۔ محنت کش اور غریب طبقہ کے لئے روٹی کپڑا اور مکان اور ضروریات زندگی کے لئے کسی مناسب پیکیج کا اعلان کیا جائے تاکہ غربت کی لکیر سے نیچے زندگی گزار رہے غریب افراد اور مہنگائی کے مارے ہوئے محنت کشوں کو کچھ ریلیف میسر آ سکے جو کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلا سکتے۔ مگر اپنے اہلخانہ کے ساتھ موت کو گلے لگانے پر مجبور ہیں۔

دی۔ ملک بھر میں پبلک اور پرائیویٹ سیکٹر میں تھرڈ پارٹی کنٹریکٹ، ڈیلی ویز اور کنٹریکٹ کے ذریعے بھرتیاں کی جارہی ہیں جو کہ ملک کے دستور میں فراہم کردہ بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ کم سے کم ویز سے غیر ہنرمند تو ایک طرف، ہنرمند محنت کشوں کو بھی جائز حقوق سے محروم کیا جا رہا ہے۔ آئی ایل او کنونشن کی خلاف ورزی اور یورپی یونین کے ساتھ کئے گئے جی ایس پی پلس کے معاہدے کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ گلی گلی آواز لگا کر اشیا فروخت کر نیوالے، گھروں میں رنگ و روغن اور فرنیچر ٹھیک کرنے والے، روزگار کے مسائل حل کرنے میں تو اہم کردار ادا کرتے ہیں لیکن ان سہولتوں سے محروم ہوتے ہیں جو روایتی شعبہ جات میں کام کرنے والوں کو حاصل ہوتی ہیں۔ یہ ہمارے ملک کا وہ طبقہ ہے جن کا سارا دار و مدار ان کی اپنی ہمت اور محنت پر ہے اگر ان کو کسی بیماری یا حادثے کا سامنا ہو تو ان کے پاس کوئی راستہ نہیں۔



جو بھی حکومت آتی ہے ان کی ترجیح اداروں کی نجکاری ہوتی ہے موجودہ حکومت نے بھی قرض کے حصول کے لئے آئی ایم ایف کے دبا پر اداروں کی نجکاری کے

فلاح و بہبود اور ان کے حقوق کے حصول کے لئے بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں اور بچوں کے بہتر مستقبل کے سہانے خواب دکھائے جاتے ہیں۔ اس روز تعطیل ہونے کے باعث مارکیٹیں اور دفاتر بند ہوتے ہیں اور صاحب لوگ گھروں میں آرام کر رہے ہوتے ہیں لیکن دیہاڑی دار مزدور اس روز بھی مزدوری کی تلاش میں بھٹک رہا ہوتا ہے۔ اس کو ان جلسے جلوسوں، ریلیوں اور سینما سے کوئی لگا نہیں۔ اس کو تو فکر ہوتی ہے اپنے بچوں کے پیٹ کی آگ کی۔ بوڑھے والدین کے علاج کی۔ بچوں کے سکول کی فیس کی۔ بجلی، گیس، پانی کے بلوں کی ادائیگی کی اور مالک مکان کی طرف سے مکان کے کرائے کے تقاضے کی۔ محنت کش اپنا خون پسینہ بہا کر اپنے ناتواں کندھوں پر اینٹوں کا بوجھ اٹھا کر سرمایہ دار کے لئے دلکش محلات، بلند و بالا پلازے اور سڑکوں کی تعمیر کرتا ہے۔ سنگلاخ چٹانوں کو توڑ کر اس سے معدنیات نکالتا ہے۔ کارخانوں کی پیداوار کو بڑھانے کے لئے اپنی تمام تر توانائیاں لگاتا ہے۔ اپنی خوشیاں اور خواہشات محنت کی بھٹی میں جھونک دیتا ہے پھر کہیں جا کر پیٹ کے ایندھن کے لئے کچھ سامان اکٹھا کرتا ہے۔ محنت کشوں کی وجہ سے ہی سرمایہ دار بڑی بڑی فیکٹریاں لگاتا ہے اونچے اونچے پلازے بناتا ہے آرام دہ لگژری گاڑیوں میں سفر کرتا ہے لیکن ان تمام نعمتوں کے حصول میں جو متحرک ہاتھ استعمال ہوتے ہیں جو کارکن اپنا خون پسینہ ایک کرتے ہیں ان کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ وطن عزیز میں

محنت کشوں کی حالت زار نہایت اتر ہے ان کی بہتری اور حقوق کے حصول کے دعوے تو کئے جاتے ہیں لیکن کسی حکومت نے بھی محنت کشوں کی طرف کوئی خاص توجہ نہیں



ایرانی صدر کا کامیاب دورہ

چینر منصوبہ کی آگے بڑھا سکے۔ ایران نے عالمی سفارت کاری میں ہمیشہ بصیرت بلوغت اور ادراک کا مظاہرہ کیا ہے۔ ایرانی صدر نے اپنے دورے کے دوران صدر پاکستان آصف علی زرداری، وزیراعظم پاکستان میاں شہباز شریف اور آرمی چیف جنرل سید عاصم منیر سے ملاقاتیں کیں۔ انہوں نے لاہور کے دورے کے دوران مزاراقبال پر حاضری دی جبکہ کراچی میں مزار قائد اعظم پر حاضری دی۔ ایران کی قیادت دل سے چاہتی ہے کہ اس کا برادر ملک پاکستان معاشی طور پر اپنے پاؤں پر کھڑا ہو جائے۔ ایران پاکستان کو سستی بجلی گیس اور پٹرول کی پیشکش بھی کر رہا ہے۔ افسوس امریکہ کھلی اورنگی مداخلت کر کے پاکستان پر دباؤ ڈال رہا ہے کہ پاکستان ایران سے دور رہے اور ایران سے تجارت نہ کرے۔ ایران کے صدر کے دورے کے دوران بھی امریکہ نے پاکستان کو خبردار کیا ہے کہ وہ ایران کے ساتھ ایسے معاہدات نہ کرے جن پر ایران پر پابندیوں کی وجہ سے عمل درآمد نہ کیا جاسکے۔ اگر پاکستان نے ایسا کیا تو پاکستان کے خلاف بھی پابندیاں عائد کی جاسکتی ہیں۔ افسوس عملی طور پر پاکستان آج بھی امریکہ کی ایک کالونی ہے اور ایک

کر رہا ہے۔ اس صورتحال میں ایران کی خواہش ہوگی کہ وہ بھی پاکستان میں سرمایہ کاری کے امکانات سے فائدہ اٹھائے۔ ذوالفقار علی بھٹو کی اہلیہ بیگم نصرت بھٹو ایرانی تھیں لہذا بھٹو خاندان کے ایران کے ساتھ تعلقات انتہائی خوشگوار تھے جو پاکستان کی تاریخ کے مختلف ادوار میں قومی مفادات کے لیے استعمال ہوتے رہے۔

پاکستان کے موجودہ صدر آصف علی زرداری نے 2012 میں پاک ایران گیس پائپ لائن کے منصوبے کا آغاز کیا تھا جو بد قسمتی سے ایران پر امریکی پابندیوں کی زد میں آ گیا اور آج تک زیر التوا ہے۔ ایرانی صدر کے دورے کے دوران اس اہم مسئلہ پر خاموش سفارت کاری کا مظاہرہ کیا گیا۔ امریکہ اسرائیل اور مغربی ممالک ہر گز نہیں چاہتے کہ پاکستان اور ایران جیسے با وسائل اور عالم اسلام کے طاقتور ملک اس قدر آزاد اور خود مختار ہو جائیں کہ سامراجی عالمی مفادات کو چیلنج کرنے لگیں۔ چین ایران میں بھاری سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ اس کی خواہش ہوگی کہ ایران اور پاکستان کے تعلقات دوستانہ اور خوشگوار رہیں تاکہ چین ان دونوں ملکوں کے تعاون سے اپنے عالمی مفادات بیلٹ اینڈ روڈ کے گیم



منظر نامہ

قیوم نظامی

qayyumnizami@gmail.com

ایران آجکل امریکی پابندیوں کے دباؤ میں ہے۔ اسکے اسرائیل کے ساتھ تعلقات انتہائی کشیدہ ہیں۔ دونوں ملکوں نے ایک دوسرے پر میزائل اور ڈرون حملے بھی کیے ہیں تو گویا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ فلسطین میں بربریت کی وجہ سے ایران حالت جنگ میں ہے۔ گزشتہ ماہ پاکستان اور ایران نے ایک دوسرے کے سرحدی علاقوں میں دہشت گردوں کے ٹھکانوں کو نشانہ بنایا تھا۔ حالات کے تناؤ کے باوجود ایرانی صدر نے پاکستان کا تین روزہ دورہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ سفارت کاری کے ماہرین اس غیر متوقع دورے کے بارے میں تبصرے کر رہے ہیں۔ ایران کے صدر ابراہیم رئیسی کے وفد میں وزیر خارجہ اور وزیر داخلہ کے علاوہ دیگر اہم لوگ بھی شامل تھے۔ سعودی عرب پاکستان میں سرمایہ کاری



کرنے پر زور دیا ہے۔ جبکہ پاکستان نے اسرائیل کی جانب سے دمشق میں ایران کے سفارت خانے پر حملے کی مذمت کی ہے۔ دونوں ملکوں نے یہ تسلیم کیا ہے کہ افغانستان کے علاقے دہشت گردوں کی محفوظ پناہ گاہوں کے طور پر استعمال کیے جا رہے ہیں۔ جو علاقائی سلامتی کے لیے خطرہ ہیں۔ دونوں ملکوں نے اتفاق کے رائے کیا ہے کہ وہ اس صورتحال کا مقابلہ کرنے کے لیے مشترکہ کوششیں جاری رکھیں گے۔ دونوں ملکوں نے سمگلنگ اور ڈرگ ٹریفکنگ کا سدباب کرنے کا عہد کیا ہے۔ پاکستان کی وزارت خارجہ میں اہل، پر عزم اور تجربہ کار سفارت کار موجود ہیں۔ اسی طرح ایران میں بھی وزارت خارجہ میں ایسے اہل اور سرگرم افراد کی کمی نہیں ہے جو جنوبی ایشیا کے مسائل کا مکمل ادراک رکھتے ہوں اور دونوں ملکوں کے سفارت کار مل کر عالمی سازشوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں اور دونوں ملکوں کے قومی مفادات کو آگے بڑھانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ چین ایران اور پاکستان ایشیا کے تین ایسے اہم اور عظیم ممالک ہیں کہ یہ اگر آپس میں مشاورت کر کے پورے اعتماد کے ساتھ جنوبی ایشیا کے مفادات کا تحفظ کرنے کا عہد کر لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ ان کو اس سلسلے میں خاطر خواہ کامیابی حاصل نہ ہو سکے۔ ایرانی صدر کا دورہ بروقت تھا۔ امید کی جانی چاہیے کہ پاکستان کے موجودہ حکمران اس دورے کو سنجیدگی سے کے ساتھ لیں گے اور اس دورے کے دوران جو اتفاق رائے سامنے آیا ہے اور جو معاہدے کیے گئے ہیں ان پر سنجیدگی کے ساتھ عمل کیا جائے گا تاکہ مشترکہ اعلامیہ کے تمام اہداف کو خوش اسلوبی کے ساتھ پایہ تکمیل تک پہنچایا جاسکے۔

ترقیاتی منصوبوں پر عمل درآمد کے سلسلے میں بڑی غفلت کا مظاہرہ کرتا ہے۔ مشترکہ اعلامیہ میں یہ عہد کیا گیا ہے کہ دونوں ملکوں کے درمیان سرحد کو پر امن مضبوط اور خوشحال بنایا جائے گا۔ سرحد پر مارکیٹیں قائم کی جائیں گی اور مختلف سرحدی علاقوں کو سڑکوں کے ذریعے جوڑا جائے گا تاکہ سرحدی علاقے خوشحال بنائے جاسکیں۔

دونوں ملکوں نے یہ اتفاق بھی کیا ہے کہ وہ دہشت گردی پر قابو پانے کے لیے مزید سخت اقدامات اٹھائیں گے تاکہ دونوں ملکوں کی سرزمین ایک دوسرے کے خلاف دہشت گردی کے لیے استعمال نہ کی جاسکے۔

پاکستان کو چونکہ انرجی کی قلت کا سامنا ہے اس لیے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ انرجی کے منصوبوں میں زیادہ سرمایہ کاری کی جائے گی۔ مشترکہ اعلامیہ کے مطابق تجارتی سفارتی اور عسکری وفد کا تبادلہ کیا جائے گا تاکہ دونوں ملک اپنے مسائل گفتگو میں جوں اور مفاہمت کے ساتھ طے کر سکیں۔ مشترکہ اعلامیہ میں دو ٹوک اور واضح الفاظ



میں اسرائیل کی فلسطین پر جارحیت اور بربریت کی کھلی مذمت کی گئی ہے۔ ایران نے کشمیر کے تنازعہ کو اقوام متحدہ کی قراردادوں اور کشمیریوں کی تمناؤں کے مطابق حل

آزاد ملک کی حیثیت سے فیصلے کرنے سے قاصر ہے۔

آج پاکستان کا بڑا لیڈر عمران خان دیگر وجوہ کے علاوہ اس وجہ سے بھی جیل میں ہے کیونکہ اس نے کہا تھا کہ "ہم کوئی غلام تو نہیں۔" پاکستان کے موجودہ حکمرانوں کے امریکہ برطانیہ اور یورپی یونین سے دیرینہ تعلقات ہیں۔ پاکستان کے چونکہ بھارت اور افغانستان کے ساتھ دوستانہ اور خوشگوار تعلقات نہیں ہیں لہذا یہ پاکستان کی ضرورت ہے کہ ایران کے ساتھ اس کے تعلقات دوستانہ اور خوشگوار رہیں۔ تین محاذوں پر کشیدگی کی بنا پر پاکستان کے قومی مفادات اور سلامتی کو خطرہ پہنچ سکتا ہے۔

ایرانی صدر کے دورے کے اختتام پر دونوں ملکوں کی جانب سے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا گیا ہے جو موجودہ حالات میں بڑا جامع اور جرات مندانہ ہے۔ مشترکہ اعلامیہ کا مرکزی نقطہ تجارت کو اگلے پانچ سال میں 10 ارب ڈالر تک بڑھانا ہے۔ جبکہ دونوں ملکوں کے درمیان موجودہ تجارت کا حجم 2.3 ارب ڈالر ہے۔ دونوں ملکوں نے ایک معاہدہ کے مطابق یہ فیصلہ کیا تھا کہ 2021 تک دونوں ملکوں کے درمیان تجارت کو پانچ ارب ڈالر تک بڑھا دیا جائے گا مگر یہ ٹارگٹ پورا نہیں کیا جاسکا۔ جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ پاکستان دہشت گردی، بیڈ گورننس اور کرپشن کا شکار ہے۔ ان حالات میں سرمایہ کاری کوئی آسان کام نہیں ہے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ پاکستان کی حکمران اشرافیہ اپنے پوشیدہ اور خفیہ ٹارگٹ تو پورے کر لیتی ہے مگر جہاں تک پاکستان کے قومی اہداف کا تعلق ہے ان میں اکثر اوقات

ناکام ہی رہتی ہے۔ جیسا کہ سی پیک کے نامکمل اہداف بھی اس امر کی گواہی دے رہے ہیں۔ پاکستان کے بہترین دوست چین کو ہمیشہ یہ گلہ رہا ہے کہ پاکستان



لاہور کی پہلی خاتون سی ٹی او کیلئے چیلنجز؟

پنجاب ڈاکٹر عثمان انور نے لاہور کی تاریخ میں پہلی بار ایک ایسی خاتون پولیس آفیسر کو تعینات کیا ہے جن کے بارے میں معروف ہے کہ وہ اپنی بہترین صلاحیتوں کا لوہا منوا چکی ہیں انہیں آئرن لیڈی بھی کہا جاتا ہے۔ چند روز پیشتر ان کے آفس میں ان سے مختصر سے گفتگو ہوئی جس میں محسوس کیا گیا کہ وہ انتہائی پر عزم ہیں کہ لاہور کے ٹریفک مسائل کو حل کیا جائے لیکن سوال پھر وہی ہے کہ مرض کی درست تشخیص کے بنا کیسے؟ لاہور کی پہلی خاتون سی ٹی ٹریفک پولیس آفیسر سی ٹی او (عمارہ اطہر صوبائی دارالحکومت میں ٹریفک کنٹرول کی اہم ذمہ داری سنبھالنے والی پہلی خاتون پولیس آفیسر ہیں۔ عمارہ اطہر کا تعلق 36 ویں کمان سے ہے، انہوں نے 2009 میں بطور ایس ڈی پی او سرگودھا، ایس ڈی پی او بھٹوال اور ایس ڈی پی او نارتھ کینٹ لاہور فرائض انجام دے چکی ہیں، آپ ایس پی انویسٹی گیشن کینٹ اور ایس پی آپریشنز کینٹ کے طور پر بھی فرائض انجام دے چکی ہیں، عمارہ اطہر ایس پی صدر انویسٹی گیشن، ایس پی انویسٹی گیشن ماڈل ٹاؤن اور ایس پی آپریشنز اقبال ٹاؤن لاہور بھی

زیادہ موٹر سائیکل سوار شامل تھے۔ جبکہ ریسکیو 1122 کے اعداد و شمار کے مطابق شہر کے مختلف علاقوں میں روزانہ کی بنیاد پر تقریباً 251 سے زائد ٹریفک حادثات رپورٹ کیے جاتے ہیں حادثات کی زد میں آ کر مجموعی طور پر سیکڑوں افراد زخمی ہوتے ہیں۔ جن میں درجنوں شدید زخمی بھی ہوتے ہیں کئی افراد جاں بحق بھی۔ ریسکیو حکام کے مطابق ٹریفک حادثات جلد بازی، تیز رفتاری، غفلت برتنے اور ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کے باعث پیش آئے جبکہ ٹریفک وارڈن کی غیر ذمہ داری کو بھی ایک وجہ قرار دیا جاتا ہے۔ یہ ایک سچ ہے لیکن پورا سچ نہیں کیونکہ جب تک تمام محکمے مل بیٹھ کر سنجیدگی سے اس اہم مسئلے کا حل سائنسی بنیادوں پر تلاش نہیں کرتے اور تحقیق نہیں کرتے اس وقت تک ہم ان جان لیوا حادثات کا شکار ہوتے رہیں گے۔

لاہور میں ٹریفک کے مسائل اس قدر گمبھیر اور پیچیدہ ہیں کہ جن کا حل نظر نہیں آتا یہاں کئی ٹریفک ہیڈ آئے اور چلے گئے مگر سب ہی تقریباً ناکام دکھائی دیئے کہا جاتا ہے کہ مرض کا علاج کرنے کے لئے اس کی درست تشخیص ضروری ہے شائد اسی وجہ سے آئی جی



عوام کی آواز

ضمیر آفاقی

zameerafaqi@gmail.com

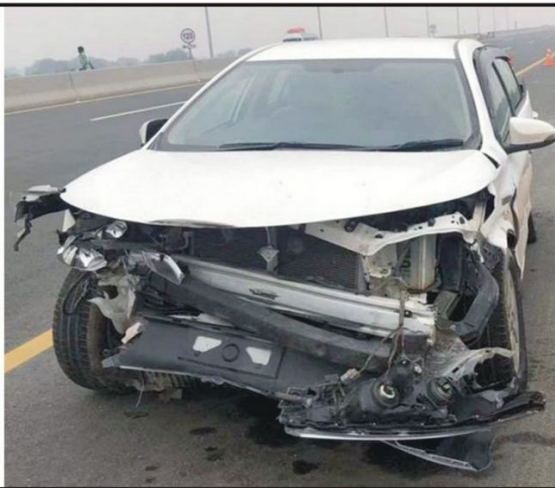
بڑھتے ہوئے ٹریفک حادثات اس وقت ایک اہم مسئلہ ہونا چاہیے لیکن ہمارے ہاں کسی بھی مسئلے کو سنجیدگی سے لیا جاتا اور نہ ہی اس کی وجوہات کی سائنسی بنیاد پر تحقیق اور جانکاری کی جاتی ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہم ہر طرف مسائل کا انبار دیکھتے ہیں، المیہ یہ ہے کہ ہمارے مین سٹریم میڈیا میں بھی حقیقی قومی مسائل جن کا تعلق عوام سے ہے پر کوئی ٹاک شو، پروگرام یا تجزیاتی رپورٹ شائع نہیں کی جاتی۔ کبھی بیٹ رپورٹر اپنی بیٹ کے حوالے سے نام کماتے تھے اب وہ لا بنگ میں ماہر دکتے ہیں، ہر بیٹ رپورٹر پریس ریلیز اور بیانات پر ہی انحصار کرتے ہوئے اپنے فرائض منصبی ادا کرتا دکھائی دیتا ہے۔ لاہور میں گزشتہ سال 80 ہزار سے زائد ٹریفک حادثات کے دوران 345 افراد جاں بحق ہو گئے، ان میں سب سے



رہ چکی ہیں، وہ ایس پی سکیورٹی لاہور اور ایس ایس پی آپریشنز ملتان بھی فرائض انجام دیتی رہیں، عمارہ اطہر ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر بہاولنگر اور ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر سرگودھا بھی تعینات رہیں، سی ٹی او لاہور سے پہلے وہ بطور اے آئی جی ایڈمن اینڈ سکیورٹی تعینات تھیں ان کا شمار پروفیشنل اور محنتی افسران میں ہوتا ہے۔ عمارہ اطہر لاہور میں تعینات چوتھی خاتون پولیس آفیسر بھی ہیں، جو پنجاب کے انسپٹر جنرل آف پولیس (آئی جی پی) (ڈاکٹر عثمان انور کی صوبے میں پرانی روایت کو تبدیل کرنے کے لیے فیلڈ اسٹیمنس کے لیے خواتین افسران کو ترجیح دینے کی پالیسی کو ظاہر کرتی ہیں۔ آئی جی پنجاب خود انتہائی انرجیٹک اور نئی اصلاحات متعارف کرنے میں بھی دیگر آئی جی صاحبان سے ممتاز نظر آتے ہیں۔ ان کا ماننا ہے کہ پولیس کے ادارہ جاتی ڈھانچے میں بنیادی تبدیلیاں کئے بنایہ محکمہ عوامی خدمت نہیں کر سکتا اس حوالے سے بھی جہاں انہوں نے تھانوں کی بوسیدہ عمارتوں کو جاذب نظر اور تھانوں کے ماحول میں عوام دوست رویے کو فروغ دینے کے لئے کام کیا ہے وہیں انہوں نے اہم سیٹیوں پر خواتین کو تعینات کیا، خواتین پولیس آفیسر نے بھی اپنی بہترین صلاحیتوں کا مظاہرہ کرتے ہوئے پولیس کے امیج کو بہتر کیا اور کئی خواتین پولیس آفیسر بین الاقوامی سطح پر اعلیٰ کارکردگی ایوارڈز کے لیے نامزد ہوئیں جو پاکستان کے لیے بھی باعث اعزاز ہے۔ بے عیارہ اطہر نے بھی اپنے مختصر عرصے میں عوامی آگاہی اور سہولت پہنچانے کے حوالے سے کافی کام کیے ہیں جن میں شادمان میں آبشار مرکز ایک بہترین مثال ہے۔ جہاں خواتین کو ڈرائیونگ کی تربیت خواتین

ٹریفک حادثات پر غور کیا جائے تو ان کی مندرجہ ذیل وجوہات سامنے آتی ہیں، سب سے پہلے ڈرائیورز حضرات کی جانب سے ٹریفک سگنل کا توڑنا، فون سننا، سیٹ بیلٹ کے استعمال میں بے پروائی وغفلت، ٹریفک قوانین کے بارے میں ناقص معلومات اور تعمیل نہ کرنا، گاڑیوں میں ہونے والی تکنیکی خرابیاں جیسے بریک کا فیل ہونا، گاڑی کی ناقص حالت کی وجہ سے ٹائر کا پنچر ہونا۔ سہولیات کے نہ ہونے کی وجہ سے پیدل چلنے والے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال کر سڑک پار کرتے ہیں۔ کسی بھی ملک کا نظام شہریوں کے تعاون کے بغیر چلنا ناممکن ہے اس لیے عوام کی جانب سے حکومت پر زور دینے کی ضرورت ہے کہ وہ محفوظ سڑکیں بنائے اور سڑکوں پر تحفظ کے معیار کو بلند کرے۔ شہریوں پر بھی لازم ہے کہ وہ روڈ سیفٹی کے قوانین سیکھیں اور سکھانے کی کوشش کریں کیوں کہ ملکی نظام کو بہتر بنانا صرف حکومت کی ذمہ داری نہیں بلکہ شہریوں کے لیے بھی ٹریفک قوانین کی پیروی کرنا لازمی ہے۔

انسٹرکٹر کے ذریعے فراہم کی جاتی ہیں جہاں سے درجنوں خواتین پاس آٹ ہو چکی ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ 70 سے 80 فیصد حادثات ڈرائیور کا ٹریفک قوانین کو نظر انداز کرنے کی وجہ اور ٹریفک قوانین کی پاسداری نہ کرنے کا نتیجہ ہیں، ان کا کہنا ہے کہ لاہور ٹریفک پولیس پیپل فورم پر ٹریفک آگاہی یقینی بنائے ہوئے ہے، روزانہ کی بنیاد پر ہزاروں شہریوں کو ٹریفک قوانین سے آگاہی دی جا رہی ہے، سی ٹی او لاہور کا کہنا ہے کہ محفوظ سفر کیلئے قوانین کا احترام اور جاننا بے حد ضروری ہے۔ اس ضمن میں ٹریفک وارڈنز کو خصوصی فرسٹ ایڈ کورسز اور ٹریننگ بھی کرائی جا رہی ہے۔ اب ہم آتے ہیں ان وجوہات کی طرف جو ٹریفک کی روانی میں خلل اور حادثات کا باعث بنتے ہیں، پبلک ٹرانسپورٹ نہ ہونے کی وجہ سے پاکستان میں وقت کے ساتھ گاڑیوں کی تعداد میں اضافہ ہو رہا ہے آج ہر تیسرے فرد کے پاس اپنی ذاتی گاڑی یا موٹر سائیکل موجود ہے۔ گاڑیوں کی تعداد میں دن بہ دن اضافہ ہو رہا ہے۔ پاکستان میں





پاکستانی کسانوں کا درد



گندم درآمد کرنا پڑی۔ رواں برس ملک بھر کے کسانوں نے نامساعد حالات کے باوجود اپنی محنت سے اتنی گندم پیدا کی کہ بیرونی گندم درآمد کرنے کی ضرورت باقی نہ رہے، مگر سابقہ نگران حکمرانوں نے گندم کی مقامی فصل کی کٹائی سے پہلے ہی وہ گودام بیرونی ملکوں سے درآمد شدہ گندم سے بھر لیے جہاں آئندہ ضرورت کے لیے ملکی کسانوں کی پیدا کردہ گندم خرید کر ذخیرہ کی جانی تھی۔ اب صورت حال یہ ہے کہ حکومت کے گوداموں میں کیونکہ مقامی گندم کی ریکارڈ پیداوار ذخیرہ کرنے کے لیے جگہ ہی موجود نہیں ہے لہذا پنجاب حکومت کے نے گندم کی جو مقدار 20 لاکھ میٹرک ٹن (خریدنے کا اعلان کیا وہ گزشتہ برس خریدی گئی گندم کی مقدار 45 لاکھ میٹرک ٹن (کے نصف سے بھی کم ہے۔ آڑھتوں اور ناجائز ذخیرہ اندوزوں نے جب یہ دیکھا کہ ملک میں ریکارڈ پیداوار کے باوجود حکومت ہر برس خریدی جانے والی گندم سے انتہائی کم مقدار میں گندم خریدنے کا ارادہ رکھتی ہے تو انہوں نے کارٹل بنا کر کسانوں کو اپنی پیداوار حکومت کی اعلان کردہ امدادی قیمت سے کم نرخوں پر بیچنے پر مجبور کرنا شروع کر دیا۔

سینہ چیر کر بوائی کرتا اور شدید سردیوں کی اندھیری راتوں میں فصلوں کو بج بستی پانی دیتا نظر آتا ہی۔ اس برس اپنی بے مثال محنت سے گندم کی ریکارڈ فصل پیدا کرنے والا یہ کسان حکومتوں سے شاباش اور حوصلہ افزائی کا طلب گار تھا مگر اسے اس کی محنت کا پھل ملنے کی بجائے حکمرانوں کی طرف سے ایسی چوٹ ملی کہ وہ درد سے بلبلا تا نظر آ رہا ہے۔ اس وقت ہمارے کسان کا درد یہ ہے کہ مرکز اور خاص طور پنجاب حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے آڑھتی من مانی کرتے ہوئے اس سے وہ گندم کم سے کم قیمت پر خرید رہے ہیں جس کی امدادی قیمت حکومت نے 3900 روپے فی من مقرر کی تھی۔ کسان نمائندوں کے مطابق ہدف سے کم پیداوار کے باوجود حکومت نے گزشتہ برس 45 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدی تھی جبکہ اس سال اعلان کیا گیا ہے کہ حکومت صرف 20 لاکھ میٹرک ٹن گندم خریدے گی۔ واضح رہے کہ گزشتہ تقریباً ایک دہائی کے دوران یہاں گندم کی پیداوار اکثر حکومت کے طے کردہ اہداف سے کم رہی۔ ہدف سے کم گندم پیدا ہونے کی وجہ سے تقریباً ہر برس حکومت کو قیمتی زرمبادلہ خرچ کر کے ملک میں اناج کی ضرورت پوری کرنے کے لیے



روشن لعل

جب بھٹو صاحب کو س بات کا یقین ہو گیا کہ ضیا الحق کے ایما پر اس کی ایجنٹ عدلیہ ان کے قتل کا فیصلہ کر چکی ہے تو انہوں نے عدالت میں آخری دلائل دیتے ہوئے یہ کہا تھا درداں دی ماری ڈڑی علیل اے۔ آج وطن عزیز میں کسانوں کی حالت زار پر حکومتوں کی بے حسی دیکھ کر بھی ایسے لگ رہا ہے جیسے حکومت انہیں بے موت مارنے کا فیصلہ کر چکی ہے، لہذا ان کے لیے وہی کچھ کہنے کو دل کر رہا ہے جو بھٹو صاحب نے اپنے عدالتی قتل سے پہلے کہا تھا۔ سائنس کی جدتوں نے موجودہ دور میں کاشتکاری چاہے جتنی بھی آسان کر دی ہو مگر آج بھی کسانوں کے حالات اور اوقات کار کسی بھی دوسرے شعبے کے محنت کشوں کی نسبت سخت ترین ہیں۔ ہمارا کسان آج بھی آگ برساتے سورج کے نیچے زمین کا



حکومت کی مقرر کردہ امدادی قیمت 3900 روپے فی من ہے لیکن آڑھتی کسانوں کو 2800 روپے فی من تا 3400 روپے فی من سے زیادہ دینے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ایک طرف آڑھتی گندم کی کم قیمت لگا کر کسانوں کا استحصال کر رہے ہیں تو دوسری طرف حکومت، کسانوں کے اس استحصال پر خاموش تماشائی کا کردار ادا کرتی نظر آرہی ہے۔ کاشتکاروں کو صرف یہ اعتراض نہیں کہ حکومت انہیں آڑھتیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ کر ان کی حالت زار سے بے نیاز ہو چکی ہے بلکہ وہ حکومت کے اس ستم پر بھی نالاں ہیں کہ جن کسانوں کی اکثریت ناخواندہ بھی جاتی ہے انہیں موبائل ایپ کے ذریعے رجسٹریشن کروانے کے بعد گندم ڈالنے کے لیے باردا نہ) بوریاں (دینے کی پالیسی بنائی گئی ہے۔

پہلے ہی بیرونی گندم درآمد کر لی جائے۔ گندم کے ذخیرہ کے معاملے میں اس قدر حساس اور محتاط ہونے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ ملک میں گندم کی ریکارڈ پیداوار کی پیشگوئی کے باوجود عین اس وقت بیرونی گندم درآمد کر کے خالی گودام بھرنے شروع کر دیئے جائیں جب فضل کی کٹائی سر پر آن پہنچی ہو۔ جو کچھ نہیں ہونا چاہیے مگر ان حکمرانوں نے وہی کام کیا۔ بعض لوگ اس کام کو گندم افغانستان سمگل کرنے کی ناکام کوششوں سے جوڑتے ہوئے بھی نظر آ رہے ہیں۔ گندم کی سمگلنگ کے موضوع پر بات کرنے کی بجائے کالم کے آخر میں صرف یہی کہا جائے گا ضرورت کے مطابق گندم ذخیرہ کرنے کا معاملہ حساس ہونے کے باوجود جن لوگوں نے ضرورت سے زیادہ بیرونی گندم درآمد کر کے سرکاری گوداموں کو بھرا، وہی لوگ اس وقت ان کسانوں کے درد، رنج و الم اور تکالیف کے ذمہ دار ہیں۔ ایسے لوگوں کا احتساب کرنے کے ساتھ ساتھ حکومت کو ہر صورت کسانوں دکھ درد کا مداوا بھی کرنا چاہیے۔

قیمت پر کسانوں کی تمام قابل فروخت گندم فوری خریدنے کے لیے اقدامات نہ کیے تو اس کے کھاتے میں جو اچھے کام ہیں ان پر بھی پانی پھر جائے گا۔ یہاں یہ بیان کیا جانا ضروری ہے کہ گندم پاکستانیوں کی خوراک کا سب سے بڑا اور اہم ترین حصہ ہے۔ گندم کی اس اہمیت پیش نظر یہاں ہر برس سب سے پہلے تو یہ تخمینہ لگایا جاتا ہے عوام کی ضرورت کے مطابق کس قدر گندم کا ذخیرہ کیا جانا ضروری ہے۔ عوام کی ضرورت اور ذخیرہ کی گئی گندم کی مقدار میں مطابقت کے معاملے کو انتہائی حساس سمجھتے ہوئے یہ پالیسی بنائی گئی ہے کہ محکمہ خوراک روزانہ کی بنیاد پر حکومت کو یہ رپورٹ کرے گا کہ گزرے دنوں میں کس قدر ذخیرہ کی گئی گندم استعمال ہو چکی ہے اور سال کے بقایا عرصہ کی ضرورت کے لیے کس قدر گندم موجود ہے۔ گوداموں میں ذخیرہ کی گئی گندم کے معاملے میں اس قدر حساس ہونے کا اس کے علاوہ کوئی اور مقصد نہیں کہ اگر کسی وقت بھی ذخیرہ کی گئی گندم ملکی ضرورت سے کم ظاہر ہو تو گندم کی قلت کے سبب مسائل پیدا ہونے سے

بھارت کی طرح پاکستان میں کسانوں کی ایسی فعال تنظیمیں موجود نہیں ہیں جو زراعت سے وابستہ لوگوں کے مسائل اجاگر کرنے کے لیے متحدہ ہو کر جدوجہد کر سکیں، اس کے باوجود مختلف کسان نمائندوں نے حکومت کی بے حسی اور بے اعتنائی دیکھتے ہوئے عید سے کئی روز پہلے ہی اپنے حقوق کے لیے آواز بلند کرنا شروع کر دی تھی۔ پنجاب حکومت نے توان آوازوں کو سننے سے انکار کر دیا مگر پنجاب اسمبلی میں اپوزیشن کے رکن رانا آفتاب احمد خان نے اس مسئلے پر تحریک التوا جمع کروا کر یہ ثابت کیا کہ کم از کم ان کے کان بند نہیں ہیں۔ کسانوں کے استحصال پر رانا آفتاب کی طرف سے تحریک التوا جمع کروائے جانے کے بعد خانیوال سے تعلق رکھنے والے حکومتی رکن رانا سلیم بھی اس مسئلے پر پنجاب اسمبلی میں کھل کر بولے، رانا سلیم نے اپنی حکمران جماعت کی قیادت پر واضح کیا کہ اگر حکومت نے اپنی اعلان کردہ امدادی





لڑکا تھا۔ باجی پروین نے نگاہ اٹھا کر اس کا چہرہ پڑھنے کی کوشش کی۔ وہ مسلسل مذکر مونث کا صیغہ استعمال کیے بنا بات کر رہا تھا۔ ”میں ٹھیک ہوں جیتا رہے۔“ پروین نے دعا دینے میں جلدی کی۔۔ اور قدم بھی تیزی سے آگے بڑھائے۔ اس وقت بہر حال وہ کسی نئے انٹرویو کی متحمل نہیں تھی۔ اب کے وہ فٹ پاتھ پر چل رہی تھی۔ ہر دیوار پر ایک ہی اشتہار لکھا تھا کہ یہاں اشتہار لگانا منع ہے۔ اس کی نگاہ میں تیس برس پہلے کا سماں تھا۔ وہ ماضی حال میں بیک وقت سفر کر رہی تھی۔ اسے اچھرہ، مزنگ، شالمی بازار، داتا علی، جویری، مغپورہ جو اس وقت دھرمپورہ ہوا کرتا تھا۔ سبھی کی دیواریں دکھائی دے رہی تھیں جہاں کوئلے اور چاک کے ساتھ مردانہ بیماریوں سے لے کر جگر، مثانہ اور جوگی بابوں کے اشتہارات لکھے ہوتے تھے۔ ان دنوں دیواروں پر ہی سیاسی جلسوں کا وقت اور جگہ کا تعین بھی کیا جاتا تھا۔ اس کی نظریں غیر ارادی طور پر اشتہاروں کو ڈھونڈ رہی تھیں دھواں اڑاتی لال بسیں کہیں دکھائی نہیں دے رہی تھیں مگر وہ ابھی بھی ان میں سفر کر رہی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کیں اور ایک صاف شفاف دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑی ہو گئی۔۔ گویا کسی دوسری دنیا کے لیے رخت سفر باندھا ہو۔ نہیں نہیں

کڑی کے دوپٹ والے نیچے سے دروازے سے اسے ہر بار جھک کر گزرتا پڑتا تھا۔ نسرین نے اپنی پرانی ہمند کا جو پردہ لگایا تھا۔۔ وہ ہر بار ہی اس کے منہ سر پر پلٹتا تھا۔ اب کیا ہے کہ وہ کبھی پرسکون حالت میں باہر نہ نکلتی تھی۔ باہر کی دنیا دل کی نسبت تبدیل ہو چکی تھی۔ کچھلی تین دہائیوں بہت کچھ بدل گیا تھا۔۔ سوائے اس کے، اس کی برادری کے حسب نسب اور نصیب کے۔۔ اوئے دکھائی نہیں دیتا۔ بیچ سڑک ٹہل رہا ہے۔ اس کے قدمین مزنگ روڈ پر تھے۔ وہ اپنے خیالات کے انبوہ میں گھری سمجھ ہی نہ سکی کہ سڑک کے درمیان تیز ٹریفک کے درمیان چل رہی تھی۔ اچانک دو مردانہ ہاتھوں نے اسے باحفاظت ایک طرف کر دیا۔ آپ ٹھیک ہیں؟ ہاں پتر۔ جیتا رہے۔ اس نے دعا دے کر آگے جانے کی کی۔ مدت ہوئی لوگوں کی گالیاں اور تمسخر کے درمیان کبھی کوئی خوش گن خیال واہمہ بن کر بھی نہیں ابھرا تھا۔ پہلے پہل جب وہ جوان تھی تب لوگ پھر بھی ان جیسوں کی قدر کر لیا کرتے تھے۔ اب تو انٹرنیٹ اور میڈیا نے بچوں بڑوں کو دعا اور بددعا سے بھی دور کر دیا تھا۔

”آپ کہو تو میں گھر تک چھوڑ دوں۔ آپ کی طبیعت ٹھیک نہیں لگ رہی۔“ سامنے والا ایک بڑی عمر کا



افسانہ نگار: عندلیب بھٹی

آج پھر اس کا دل بے طرح اداس تھا۔ پختہ آنگن میں بنی سینٹ کی اونچی پکی ڈھیری پر بیٹھ کر سورہ یسین کی تلاوت کرتے ہوئے کچھ پل کے لیے دل کو ٹھہرا دیا تھا مگر جیسے ہی قرآن پاک کو سبز ریشمی غلاف میں لپیٹا نگاہ سامنے قطاری بنی تین قبروں پر جا کر کی۔ تو کیا چوتھی قبر وہاں سامنے میری ہوگی۔ اور قبر تو نصیب ہو جائے یہ بھی غنیمت ہے۔ مگر ان بچپن برسوں میں کیا پایا۔ اس کا دل جیسے پھڑپھڑا کر رہ گیا۔ وہ برآمدے کے اس کونے میں جا کر پلٹ آئی جہاں گیس والا چولہا لگا کر ایک چوکی رکھ کے باورچی خانہ بنایا گیا تھا۔ اس نے قدموں کو ہدایت نہیں کی بس وہ مشینی انداز سے باہر کا رخ کرنے لگے۔

میں زمانہ حال میں سانس لے رہی ہوں۔ آسمان آج بھی پرسکون نہیں ہے۔ افسوس۔ وہ افسردہ ہوگئی۔ دور دور تک دھواں ہی دھواں تھا۔ اس کی گلے کی رگیں تن گئیں۔ سینے میں دھواں سانس کی بندش کا باعث بننے لگا۔ اس جاہل عورت نے گواہی دینے سے انکار کر دیا ہے اب یہاں سے نکل جاؤ۔“ سامنے سے ایک غضبناک ٹولی گزری۔ سب کو آگے نکل جانے کی جلدی تھی۔ لوگوں میں اب ہراس بڑھ رہا تھا۔ ایسے میں ان کا خیال کون کرتا۔ جب ان کے کسی قریبی اپنے نہیں کیا۔ باہر کتنا بدل گیا تھا۔ اس نے حیران ہو کر سڑک کی طرف دیکھا۔ سبھی درخت جھکے پڑھے تھے۔ رات کی رات میں کیا عالم ہو گیا۔ یا شاید کچھ باہر نہیں اس کے اندر بدلا تھا۔ اس کی نگاہیں کوڑے کے ڈھیر پر پڑی تھیں۔ تین روز پرانی لاش تھی۔ اس نے اس بند فضا سے نکلنا چاہا۔ نگاہ اٹھائی تھی کہ سامنے وہی لڑکا موٹر سائیکل کے سہارے کھڑا تھا۔ مجھ تو کون ہے اور میرا پیچھا کیوں کر رہا ہے؟“ پیچھا نہیں کر رہا۔ جب آپ سے ٹکرایا تھا۔ اس کے کافی دیر بعد نکلا ہوں۔ اب آپ کی اور منزل شاید ایک ہی تھی۔“ ہا ہا۔ ہماری منزل کا کچھ پتا بھی ہے۔ یا شاید ہم پیدا ہی مرجانے کے لیے ہوتے ہیں۔ منزل کہیں نہیں ہوتی۔ سامنے والا خاموش نظروں سے اسے دیکھے گیا تو جیسے یادوں کی گھنٹی بدلی پھر سے امنڈنے لگی۔ نیم تاریک راستے میں مکمل تاریکی سے پہلے یاد کا ایک منظر روشن ہوا۔ دیکھ میری عمر کوئی پچپن برس سے بھی اوپر کی ہے۔ اب نہیں تیرا کوئی کام بننے والا۔ نہ ہی میں تجھے کسی۔۔ کا بتانے والی ہوں۔ ایک جگمگاتی یاد یا پھر مکروہ یاد نے اسے سامنے والے کی نیت کا ادراک کرانے کی کوشش کی تو وہ کہے بنانہ رہ سکی، تحمل اور برداشت تو ویسے بھی ان سب کی، ہم جولی تھے۔ آپ بالکل غلط سمجھیں۔ سامنے والے نے پہلی بار اس کے لیے مونٹ کا صیغہ استعمال کیا۔۔ شاید اس لیے کہ وہ خود بھی زنانہ لباس میں سر پر سفید چادر اوڑھے خود کو عورت ظاہر کرنے کی کوشش میں تھی۔ اچھا تو پھر کسی اخبار کی طرف سے ہماری مجبور یوں کو مرچ مصالحہ لگا کر چھاپنے آیا ہے۔ آپ کا اندازہ ایک بار پھر غلط ثابت ہوا ہے۔ یا پھر غلط نہیں کہہ سکتے۔ یہ انداز کے تو ہمارے معاشرے اور وقت کی دین ہیں۔ آپ اپنی راہ سے درست ہیں۔ مگر مجھے صرف آپ اچانک ملی ہیں۔۔ اور اب جب کہ آپ سے بات چیت ہوگئی ہے تو میری پرانی

خواہش اصرار کر رہی ہے کہ میں کہہ دوں مجھے آپ سے اور آپ کے ساتھیوں سے صرف دوستی کی خواہش ہے۔ دوستی۔۔۔ یہ کیا ہوتی ہے باؤ؟ بیبا ہمیں صرف استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ دوستی دوستی قسم کی چیزیں ہماری برادری میں نہیں سنی جاتی تو خود اتنا سونا ہے جا۔ جائے کسی لڑکی سے دوستی کر۔ آج کل تو یہ عام سی بات ہے۔ جیسے اسے اچانک کوئی بات سمجھ میں آگئی ہو۔ آپ میرے بارے میں ایک بار پھر غلط انداز سے سوچ رہی ہیں۔۔ میں بھی ایک بار پھر کہتا ہوں کہ اس میں آپ کا کوئی دوش نہیں۔ یہ تو اندازے تو لوگوں کی دین ہیں۔ ایسے میں مجھ جیسا بھولا بھٹکا کوئی دوستی کرنا چاہے بھی تو دوستی کے لائق نہیں بن پاتا۔ میں تو خود اس معاشرے اور اپنے ہی لوگوں کا ستیا ہوا ہوں۔۔ مگر۔۔ خیر چلتا ہوں۔ ہاں ایک بات ضرور کہنا چاہوں گا اور وہ یہ کہ محبت اور پیار چاہتا تو ہر کوئی ہے مگر پیار اور محبت دینا کوئی نہیں چاہتا۔۔ شاید آپ بھی ٹھہر جاؤ۔ آنے والا اپنی بات مکمل کرتے ہوئے فٹ پاتھ سے اترا ہی تھا کہ پروین نے اسے آواز دی۔ اس کا پیٹروں کسی بھی وقت ختم ہو جائے گا۔ وہ دونوں موٹر سائیکل پر شہر گھومنے نکلے تھے۔ پروین اور اس کے بیچ ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں دھیمی رفتار پر موٹر سائیکل پر سواری کرتے ہوئے پروین نے دیکھا کہ اس نے کسی کے گھورنے کی پروا نہیں کی تھی۔ تو آپ نے مجھے اپنا دوست مان لیا، کوئی گھنٹہ پھر کی آوارہ گردی کے بعد وہ کہہ رہا تھا وہ لے مجھ سے لے لیے پیسے۔ پروین نے گریبان میں ہاتھ ڈالتے ہوئے کہا تو وہ بے ساختہ مسکرا اٹھا۔ مسکراتا کیوں ہے؟ نہیں بس یونہی۔۔ اور آپ کا نام تو مجھے معلوم نہیں۔ کیا کہہ کر بلاؤں۔ کیوں نام تجھے نہیں معلوم۔۔ معلوم نہیں؟ ہمیں خسرا یا بھڑا کہا جاتا ہے۔ اگر کچھ تھینر سے بولنا ہے تو خواجہ سرا یا محنت بھی بلایا جاتا ہے۔ اگر آپ کو برانہ لگے تو آپ کو گھر تک پہنچا دوں۔ اگر زیادہ دور نہیں تو پہنچ ہی جائیں گے۔ پروین باجی۔ پروین کے کڑوے جواب پر اس نے کوئی رد عمل ظاہر نہ کیا تو پروین کو شرمندگی ہوئی۔ چھیمو کی تین روز پرانی لاش کا بدلہ وہ اس سے لے رہی تھی۔ آگے موٹر سائیکل لے کے جائے گا تو واپسی میں ڈگمگاتا آئے گا۔ بس مجھے یہیں اتار دے۔ تیرا بڑا ہی شکریہ بھجے۔ یعنی آپ مجھے جانے کے لیے کہہ رہی ہیں۔ وہ۔۔ اچھا ٹھیک ہے چلتا ہوں۔ نانا۔ تو میری طرف سے چلا چل۔۔ مگر۔ چلیں

پھر۔ اس نے خوش ہو کر قدم آگے بڑھاتے ہوئے پروین سے مگر کوئی ان سنی کر دیا۔ باجی چاہے گھڑیاں لاش اٹھوا لی ہے۔۔ پر تو سویرے سویرے کدھر نکل گئی تھی؟ چاہے نے کہا کہ ہے کہ دفنانے کا فیصلہ تو ڈولی ولوں کی جانب سے ہی ہوگا۔۔ پر یہ کون ہے؟ یہ۔۔ اس کا تو میں نے ابھی تک نام بھی نہیں پوچھا۔ کا کے کیا نام ہے تیرا؟ میرا نام حسان بخش ہے۔ اپنا بتانا پھر کیا کرنا ہے۔؟ اور اس کا نام اتنا پتا کچھ بھی نہیں پھر بھی اپنے ساتھ اٹھلائی ہے۔ آنے والی نے تیرے نیلے اور سرخ کے امتزاج کا جوڑا زیب تن کر رکھا تھا۔ وہ اپنی ہر بات میں دو باتیں کر رہی تھی۔ اگر احسان کو علم نہ ہوتا تو یقیناً علم نہ ہو پاتا کہ وہ لڑکی نہیں ہے۔ چلتے چلتے گولاٹی میں گھومتی گلی بندرتج تنگ ہوتی جا رہی تھی۔ پھر وہ گلی جس کے دونوں اطراف میں لکڑی کے بوسیدہ دروازے تھے۔۔ اچانک ہی مستطیل ہوگئی۔ یوں کہ اس کا دوسرا سر کسی غار کا دہانہ لگ رہا تھا۔۔ جہاں سے روشنی لکیر کی مانند آتی دکھائی دے رہی تھی۔ گلی کی تنگی اور لمبائی اچانک ہی ایک پختہ احاطے میں ختم ہوگئی۔ بہت بڑے نہ ہی چھوٹے احاطے میں اس وقت کم دبیش پچاس ساٹھ کے قریب پروین کی برادری کے افراد جمع تھے۔ یہ میں کیا کر رہا ہوں؟ پروین کے گھر سے واپس مین روڈ پر آتے آتے وہ سوچ رہا تھا۔ شام اپنی سرخی سمیٹ کر اندھیرے سے بغل گیر ہو رہی تھی۔ سرخ شامیانے کا پردہ اٹھاتے ہی امنڈنے والے خود ساختہ خیالات کو پیچھے چھوڑ چکا تھا۔ لوجی یہ مشنڈ پھر آ گیا۔۔ نہ تو کیوں آ جاتا ہے ہر دوسرے روز صائمہ نے اپنا تانجی دوپٹہ اس طرح گھمایا کہ سیدھا احسان بخش کے چہرے سے ہوتا ہوا میں لہر گیا۔ نا تو تو نکل اب۔۔ ڈولی والوں کے لیے خاص پیغام آیا ہے۔ آج تین گھروں میں کاکوں کی بدھائی گانی ہے۔۔۔ اور ہاں آج عصر تک لوٹ کے آنا ہے۔ یاد ہے نا۔ پروین نے صائمہ کو جاتے دیکھ کر یاد دہانی کرائی۔ باجی ابھی تو وہ نیلی اور رانی کو دیکھنا ہے۔ پتا نہیں کدھر سونا لگانے بیٹھ گئیں۔ نورے حلوائی کی دکان پر بھی ناشتہ ٹھونسے نہیں بیٹھی تھیں۔ ادھو۔ وہ تو میں بتانا بھول گئی۔ ٹوکل وہ دو گھر بننا کے آتی ہوں گی۔ اچھا باجی صائمہ کے سینٹر کا بھی من گن لیتی آنا، اچھا باجی ٹھیک ہے۔ نا تو یہ کیا زمین پر تصویریں بنا رہا ہے؟ پروین نے احسان کو بھی تیلیوں کے ساتھ زمین پر آڑھی ترچھی لائیں کھینچتے دیکھ کر کہا۔ وہ برآمدے



اور بددعا کو اہمیت دیتے تھے۔ اس وقت بس ایک ہی طبقہ تھا جو کہ اب ڈولی والے خسرے کہلاتے ہیں۔ تب جنسی بے راہ روی نہیں تھی۔ لوگوں کو ہم سے بدھائی اور دعا ہی چاہیے ہوتی تھی۔ لیکن اب لوگ مکروہ ہو گئے ہیں۔ اس لیے ہم سے بھی مکروہ عمل کی ہی توقع کرتے ہیں نا صرف یہ بلکہ اکسایا جاتا ہے، یوں ہمیں بددعا سے بے دخل کر کے تسخر بنا کر رکھ دیا ہے۔ ہمیں صرف استعمال کی وہ گندی چیز مان لیا ہے جس سے مزالے کر کوڑے میں پھینک دیا جاتا ہے۔ پروین کی نگاہ میں ایک بار پھر چھیمو کی تین روز پرانی کوڑے کے ڈھیر پر پڑی لاش تھی۔ باجی۔۔۔ چھوڑیں نا شروع سے شروع کریں۔ اپنے گھر والوں کا بتائیں۔ چار بجے تک پھر دوسرا کام شروع ہو جاتا ہے۔ لے آج تو بھی خوش ہو جا۔ زمانہ گزر گیا ویسے تو۔ زمانہ یعنی؟ یعنی یہ ہی کوئی بچپن چھین برس پہلے کی بات ہے۔ اچھا پھر تو واقعی زمانہ گزر گیا۔ ہاں! میرے باپ کی کرپانے کی دکان تھی۔ میری ماں بڑی ہی متقی اور پرہیزگار عورت تھی۔ وہ میرے باپ کی پچازاد تھی۔ اس زمانے میں یہی چلتا تھا، ذات برداری کی بڑی اہمیت تھی۔ میں اپنے ماں باپ کی سب بڑی اولاد تھی۔ جب کچھ ہوش سنبھالا تو علم ہوا کہ خاندان کے لوگ میرے باپ کو کچھ خاص پسند نہیں کرتے۔ ہاں میری ماں کی بڑی عزت کی جاتی تھی۔

"وہ کیوں؟ تو سوال بڑے کرتا ہے کا کہ۔ میرے باپ کو عورتوں سے میل رکھنے کی عادت تھی۔ اس وقت سب بہت راز داری سے ہوتا تھا۔ دس برس کی عمر میں میں کیا جان پاتی۔۔۔ ہاں اب انداز ہوتا ہے کہ ماں کو میرے باپ کی حقیقت کا علم تھا، مگر وہ بہت ہی صابر عورت تھی۔۔۔ اور آپ۔۔۔ آپ کے بارے میں۔

جانے کیا ہوا ہوگا کہ رات گئے نہ لوٹی۔۔۔ پھر تین روز بعد صبح کوڑے میں رکھو چمارن نے اس کی لاش کا بتایا۔۔۔ پتا کرتے پتا چلا کہ تین دن سے وہ لاش کوڑے کے ڈھیر پر پڑی تھی۔۔۔ اور۔۔۔ اور۔ احسان نے بے تابی سے پوچھا۔ اسے کسی حد تک بقایا بات کا تو علم ہو ہی چکا تھا۔ ہاں نہیں علم تھا تو اس اور کا نہیں تھا۔ وہ اس کے ساتھ زبردستی ہوئی تھی۔ میں تو اسے کب سے کہہ رہی تھی کہ وہ یہ گنداکام چھوڑ دے۔ ہم ڈولی والے یہ نہیں کرتے۔ اس کی صحت بھی ٹھیک نہیں تھی۔ باجی اس کا آپ نے بہت بار ذکر کیا ہے۔ یہ ڈولی والے سے کیا مراد ہے؟ یہی تو۔۔۔ ڈولی والے یہ گنداکام نہیں کرتے۔ انھیں ہی بچوں کی بدھائی گانے کے لیے بلایا جاتا ہے ہماری دعا اور بددعا کو مانا جاتا ہے۔ یا کہہ لے کہ مانا جاتا تھا۔ اب کیوں نہیں؟۔۔۔ اب۔۔۔ اب تو زمانہ ہی بدل گیا۔۔۔ جب پہلے پہل مجھے یہ معاملہ درپیش تھا تو میں نے پیسے پر دعا کو ترجیح دی۔۔۔ اور۔۔۔ چل چھوڑ میں بھی کیا لے کر بیٹھ گئی۔ آج میرے پڑا درگرو کی برسی ہے۔۔۔ وہ آخری دالی قبر ہے ان کی۔ نہیں باجی آپ کو میری قسم آج تو کہہ ہی ڈالیے کہ سب پہلے دن کب آپ کو پتا چلا تھا؟ آپ کے گھر والے کون تھے؟ کب آپ یہاں آئیں؟ بتائیں نا بس کھانا میں لے آؤں گا نورے حلوائی کا بھی فائدہ ہو جائے گا۔ کل میں نے پانچ سو کمائے ہیں۔ ساری کمائی آپ پر لٹا دوں گا سچ۔ چل۔۔۔ رہنے دے۔ تیری کمائی۔ پروین نے ہنستے ہوئے احسان کی پشت پر ایک دھمو کا لگایا۔ میرا پہلا دن۔۔۔ پتا نہیں میرا پہلا دن کہاں ہے؟ بیتے پچاس برس کا ایک ہجوم ہے۔ اب جب کہ میں یہاں ہوں۔۔۔ اس کے باوجود وہ دن اور تھے، وہ لوگ بھی اور تھے۔ ہم سے نفرت نہیں تھی۔ ہمارا تسخر نہیں تھا۔ لوگ ہماری دعا

میں چولہے کے پاس چوبی چوکی پر بیٹھا تھا۔ دو نہیں کچھ نہیں باجی۔ اتنے روز سے آرہا ہے۔ مگر آج کچھ زیادہ ہی اداس ہے۔ بس یونہی باجی۔۔۔ آپ تو یہ کہیں کہ آج سب کو عصر سے پہلے کیوں بلایا ہے؟ سب ٹھیک تو ہے؟ اوہ وہ۔۔۔ ادھر آ دکھاتی ہوں۔ پروین احسان کا ہاتھ تھامے گھر کے پچھلی طرف لے آئی۔ پروین سے پہلی ملاقات کے بعد احسان کئی بار یہاں آچکا تھا۔ اس کے باوجود وہ سامنے کچے صحن اور برآمدے اور دوسروں کی حد تک رہا۔ بائیں کمرے کے بائیں جانب پختہ گلی سے ہوتے ہوئے وہ گھر کا پچھلا حصہ پہلی بار دیکھ رہا تھا۔ سیمنٹ کے پختہ کھر درے فرش پر چھوٹے سے صحن کے سامنے دائیں کونے پر بکائن کا بڑا درخت تھا۔ بائیں جانب دوسرے کونے میں لیموں کا پیڑ تھا۔ جس کی خوش بو صحن میں پھیلی ہوئی تھی۔ دیکھنے والی بات تو یہ تھی کہ سامنے قطار میں تین قبریں تھیں جب کی چوٹی کی جگہ خالی تھی۔ پہلے روز تنگ گلی کے اختتام پر کھلے احاطے پر احسان کو لگا تھا کہ ڈزنی لینڈ میں نکل گیا ہو۔ اسے آج بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا تھا۔ "یہ۔۔۔؟" وہ قبروں کی جانب اشارہ کرتے ہوئے یہ سے آگے کچھ نہ کہہ سکا۔ یہ پتر میرے گرو کی قبر ہے۔ پروین نے پہلی قبر کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ میرے دادا گرو کی اور وہ آخری دالی میرے پڑا درگرو کی قبر ہے۔۔۔ اور یہ جو خالی چار دیواری ہے۔ یہ ہوسکتا میری قبر ہو یا۔۔۔ جو اوپر والا چاہے۔ پروین صحن کے بائیں جانب برآمدے کے ساتھ اونچی منڈیر پر بیٹھ گئی۔ مجھے اب پتا چلا کہ گھر کا ایک حصہ یہ بھی ہے۔ ادھر بھی ایک بیرونی دروازہ اور برآمدہ ہے۔ اس طرف میں رہتی ہوں۔ یہ والا کمرہ اور چھوٹا سا باورچی خانہ میں نے اپنے لیے رکھا ہے۔ اکثر جب اکیلی ہوتی ہوں تو ادھر ہی ہوتی ہوں۔ اچھا تو اس روز کیا ہوا تھا؟ آپ پریشان دکھائی دے رہی تھیں۔ جب میں پہلی بار آپ سے راستے میں ملا تھا۔ وہ دونوں اب منڈیر پر سہولت سے بیٹھے تھے۔ یہاں گھروں کا ایک بے ہنگم پن تھا کہ فضا کے اندر سیلین کی بورچ بس گئی۔ وہ۔۔۔ بلا وجہ ہی جذبات میں آ گئی تھی۔ یا یوں کہہ لے کہ جب سے پچاس کو پار کیا ہے تو عقل ہے یا پھر جذبات۔۔۔ برداشت تو جانے کھوسی گئی ہے۔ چھیمو تین روز سے غائب تھی، ویسے تو وہ ڈولی والوں کے اکثر اصول توڑتی رہتی تھی، مگر بہر حال تھی تو ہماری ہی برادری کی نا۔ تو

گرو کے ساتھ رہنے لگی۔ اس وقت یہ گھر بڑا تھا۔ ایک دو کمرے اور ایک احاطہ اور بھی تھا۔ پوچھتا ہی روز میں مجھ پر میری حقیقت عیاں کر دی گئی۔ جس روز پہلی بار دادا کے کہنے پر پڑا دادا گرو کے سامنے کپڑے اتارے، اسی دن کچھ کھٹے میٹھے خواب اور ماں کی سسکیاں بھی برہنہ ہو گئیں۔ یہاں جب اپنی حقیقت دیکھنے کو ملتی ہے تو گرم سے گرم خون والے بھی ٹھنڈے ہو جاتے ہیں۔ میرے یہاں آنے کے چند روز بعد ہی پڑا دادا گرو کا انتقال ہو گیا۔ جس کی وجہ سے میری آمد کو سعد جانا گیا۔ ہاں! ہمارے لیے مرجانا خوشی کی بات ہوتی ہے۔ خاص طور پر گرو کے لیے۔۔۔ اس کی عمر ایسی ہوتی ہے کہ وہ مر ہی جانا چاہتا ہے۔ آج کل تو سگے بچے ماں باپ کو نہیں پوچھتے۔ یہاں تو پھر ایک طرح کا ادب ہے۔ اور یہ ڈولی والی کیسے بنی؟ دو بس پہلے قدرت کی طرف سے۔۔۔ پھر اپنی مرضی سے۔۔۔ میرے دادا گرو کو یہ بات پسند نہیں تھی۔ وہ کام جو ہم سے لیا جاتا ہے۔ یہ بے راہ روی انھیں قطعی ناپسند تھی۔ یوں تو یہ گزرتے وقت کی دین ہے۔ میرے یہاں آنے پر یہاں صرف بدھائی گانے کا رواج تھا۔ اچھا کیا آپ کے گھر والے کبھی ملنے آئے۔۔۔ اور آپ کی ماں۔۔۔؟ نہیں یہاں جیتے جی کوئی نہیں آتا۔ کبھی کبھار مرنے پر گھر والے آ جاتے ہیں۔ اور آپ بھی کبھی نہیں گئیں۔ دو تین بار رات کے وقت گئی تھی۔ وہ بھی بہت شروع شروع کے مہینوں میں۔۔۔ پھر مجھے علم ہو گیا کہ نہ جانا ہی بہتر ہے۔ اب میرے دو بھائی اور دو بہنیں ہیں۔۔۔ اور میرا تو شاید وہاں ذکر بھی ناپسند ہو۔ کیا آپ کا نام یہی تھا؟ ہاں اتفاق سے میرا نام یہی تھا۔ جو میرے دادا گرو نے جاری رہنے دیا۔ اب دیکھو میری قبر کے لیے جگہ تو رکھی ہے سامنے۔۔۔ مگر جب کسی اور کے ہاتھ آ جا تو پھر وہ جو چاہے کرے۔ کیا پتا تھی، کوئی طرح تین روز۔ میری ماں بہشتن بڑی نیک عورت تھی۔ مگر میرے باپ نے پہلی بار جب اسے علم ہوا تو چیخ چیخ کر اسے گندا اور بد قرار دیا یاد کے روشن منطق سے اچانک واپس آتے ہوئے پروین نے سامنے نیم تاریک کمرے کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ یہ یہیں سامنے والے کمرے میں میری ڈولی اتری تھی۔ ارے کوئی دروازہ کیوں پیٹ رہا ہے۔ خیر تو ہے۔ پروین نے اپنا چہرہ صاف کرتے ہوئے کہا۔ دیکھا تو احسان کچھ لکھنے میں مصروف تھا۔ ٹو کیا میری کہانی لکھ رہا تھا۔ نہیں باجی۔ میں طیب لوگوں کی



پھر اس رات ابا گھر نہ آئے۔ ہم تین نفوس ڈرے سہے ایک کمرے میں سر شام ہی بند تھے۔ اگلے روز صبح سویرے ابا بڑے تایا کے ساتھ گھر واپس آئے تو ان کے ساتھ ایک اور لمبا تر لگا آدمی بھی تھا۔ میری ماں روتی بلکتی رہی۔۔۔ مگر میرے بڑے تایا نے میری ماں کے ہاتھ سے زبردستی میرا ہاتھ چھڑا کر اس آدمی کے ہاتھ میں دے دیا۔ پھر۔۔۔ پھر کیا ہوا؟ وہ آدمی کون تھا؟ جب کافی دیر تک پروین آئے اپنا جھکا سر اوپر نہ اٹھایا تو احسان پوچھے بنانہ رہ سکا۔ پھر پھر کیا۔ وہ آدمی مجھے لیے باہر کے دروازے کی سمت بڑھا۔ پیچھے میری ماں کی سسکیاں دور تک اور ایک مدت تک میرا پیچھا کرتی رہیں۔ اور آپ۔۔۔؟ میں۔۔۔ میں تو کچھ سمجھ ہی نہ سکی نا۔ جب تک کچھ پلے پڑتا۔ پتا چلا کہ میں اور وہ آدمی ایک ویگن میں سوار ہو چکے تھے۔ اس آدمی کی میری کلانی پر گرفت مضبوط تھی۔ اس کے علاوہ اس کے چہرے اور آنکھوں میں محبت کی لوتھی۔ بس پھر یہیں پچھلی طرف میری ڈولی اتری۔ میں اس قدر سہم چکی تھی کہ ایک گھنٹے کے راستے میں اس شخص سے کچھ نہ پوچھ سکی۔ وہ آدمی کون تھا؟ وہ میرے گرد تھے۔ آتے ہی انھوں نے مجھے میرے دادا گرو کے حوالے کر دیا۔ لے پروین یہ تمہارے دادا ہیں۔ لیکن میرے دادا تو باغبان پورہ رہتے ہیں۔ میرے جواب پر دادا گرو نے مجھے پیار سے اپنے پاس بلایا۔۔۔ اور اندر کمرے میں لے گئے۔ جہاں میرے پڑا دادا گرو لیٹے ہوئے تھے۔ اس وقت مجھے کچھ سمجھ نہ لگی۔ مگر وہ انھیں میری حقیقت بیان کر رہے تھے۔ اس کے بعد میں دادا

اب کا کے۔۔۔ اب تو یہ حال ہے۔ محرم رشتوں میں بے حیائی دیکھنے میں ملتی ہے۔ لباس سے لے کر گفتگو میں بیٹیوں کا بھائی باپ سے کوئی عہد بھرم نہیں رہا۔ مگر وہ وقت اور تھا۔ پیدا ہوتی بیٹی کا باپ بھائیوں سے پردہ ہوتا تھا۔ مجھ سے چھوٹا پانچ برس کا میرا بھائی تھا۔ میں دس برس کی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ میں نے ماں کو بس دگر فتنہ پایا۔ تب لگتا کہ ماں شاید ہوتی ہی ایسی ہے۔ لیکن بات یہ نہیں تھی۔ بات تو یہ تھی کہ میری ماں کو میری حقیقت کا علم ہونے لگا تھا۔ مگر وہ یہ کڑوا سچ سب سے پہلے میرے اپنے ہی باپ سے چھپائے بیٹھی تھی۔ یوں کرتے کراتے میں نے عمر کے پندرہویں برس قدم رکھا۔ میرا قد یک دم بڑھ گیا تھا۔ جسے سب سراہتے تھے۔ کا کے میری وہ یاد دہی عمر کے کچھ خواب لیے ہوئے ہے۔ مجھے اپنے ماموں کے بیٹے سے لگاؤ تھا۔ پھر مجھے پتا چلا کہ وہ بھی میرے بارے میں ایسا ہی سوچتا تھا۔ گو کہ میرا جسم اس عمر کی لڑکیوں سے کچھ مختلف تھا مگر میں بہت خوبصورت تھی۔ جس نے کسی کو کچھ اندازہ نہ ہونے دیا۔ لیکن یہ سچ زیادہ دیر تو چھپ نہیں سکتا تھا۔ ماموں نے طفیل کے لیے میرا رشتہ مانگا۔ جو میری ماں نے منہ پر ہی منع کر دیا۔ جب میرے باپ کو پتا چلا تو وہ ماں پر بہت غصا ہوا۔ وجہ یہ تھی کہ میرا ماموں ایک امیر آدمی تھا۔ جب کہ میرے دادا کی بڑی سی تھوک کی دکان کو میرا باپ کرانے کی معمولی سی ہٹی تک لے آیا تھا۔ اس زمانے میں لڑکی ایک بوجھ جیسی چیز ہی ہوتی تھی۔ جس کو بس بیانے کی فکر اس کے پیدا ہونے پر ہی شروع ہو جاتی۔ یوں اس قصے میں آخر کار میری ماں نے برسوں سے اپنے دل میں چھپایا راز اپنے شوہر کے سامنے آشکار کر دیا۔ اسے بھی بہر حال سہارے کی ضرورت تھی۔ کا کے ایک بات ہے۔ وہ آواز جو ہماری برادری کے لیے آج اٹھائی جا رہی ہے، میری ماں ایک وقت پہلے بلند کی تھی۔ اس نے میرے باپ سے کہا۔ شفیق ہم اپنی بچی کو پڑھا لکھا کر اس کے پیروں پر کھڑا کرتے ہیں۔ ارے یہ تو واقعی ایک زمانے آگے کی سوچ تھی۔۔۔ پھر۔۔۔ پھر آپ کے ابا نے کیا کہا۔ انھوں نے پہلے میری ماں کو برا بھلا کہا۔ اس کے بعد کمرے میں آ کر مجھے گھورتے رہے۔ میں پہلے ہی ڈری سہی دیورا کے ساتھ گئی کھڑی تھی۔ سمجھ نہیں لگ رہی تھی کہ میرے بارے میں کیا بات ہو رہی ہے؟ جانے ابا کیا کچھ کہنا چاہتے تھے۔۔۔ بس ان کے لب پھڑ پھڑا کر رہ گئے۔۔۔



ہی گیا۔ ناباجی پروین وہ آپ کا درباری نہیں آیا اتنے روز سے۔۔ بھاگ گیا۔۔ نسرین نے باجی پروین کو سورہ یسین کی تلاوت کرتے دیکھ کر کہا۔ پتا نہیں کوئی معاشرے کا ستایا ہوا تھا۔۔ بلکہ لگتا ہے انہوں کا دھنکارہ ہوا یا ستایا ہوا تھا جو ہم میں بیٹھ کر اپنا غم غلط کرتا تھا۔ مجھے تو اس نے اپنے بارے میں یہی بتایا تھا کہ وہ بھری دنیا میں اکیلا تھا۔ وقت نے کروٹ لی ایک برس بیت گیا۔ باجی پروین نے ایک خسر اگودلیا اور گود کا درجہ پالیا۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے اس نے دو اور بچوں کو گود لیا جو بارہ اور تیرہ برس کے بیچ کی عمر کے تھے۔ باجی پروین نے انہیں صائمہ باجی کے ٹرسٹ میں لے جانے کا فیصلہ کیا۔ وہ ان بچوں کو پڑھانا چاہتی تھی۔ خسرے سے پہلے ایک انسان ہی رہنے دینا چاہتی تھی۔ یوں بھی باجی صائمہ کے بعد انہی کی برادری کے ایک خواجہ سرا کو بہت شہرت ملی تھی۔ جو ایوان بالاتک رسائی رکھتا تھا۔ وہ اپنی برادری کے لیے ایسے ہی سب کام کرنا چاہتا تھا جو کبھی باجی صائمہ کے جلسے میں اخبار والی لڑکی کہہ رہی تھی ان کی برادری میں انہیں بڑے صاحب کہہ کر پکارا جاتا تھا آج ان کا باجی صائمہ کے ٹرسٹ میں دورہ تھا۔ اس لیے باجی پروین نے اصغر تسنیم اور سلیم کو تیار ہونے کو کہا۔

دل میں خسروں کی دنیا میں اپنی آمد کے روز کی یاد کے ساتھ ساتھ آنکھ میں نمی لیے باجی پروین بڑے صاحب کے کمرے میں داخل ہوئی۔ جہاں وہ سب ضرورت مند خواجہ سراؤں سے ملاقات کر رہے تھے۔ سلام بڑے صاحب۔ پروین نے کمرے میں داخل ہوتے ہی مودبانہ انداز سے سلام کہا تھا کہ پرشوق انداز سے اٹھی نگاہ سامنے ہی ٹھہر گئی۔ احسان بخش تو۔

ہی دھنکارتا ہے۔۔ اور بھی میرے جیسے بہت ہیں۔ اس لیے چلا آتا ہوں۔ اگر۔۔ آپ۔۔؟ فی پتو۔۔ یہ ہمیں آپ بنا رہا ہے۔ نی کیا کرتی ہے۔ آ جا کا۔ چلا آ باجی آج اتنی گہما گہمی کیوں ہے؟ سب لوگ کہیں جا رہے ہیں؟ ہاں! ہماری برادری کے لیے ایک اہم بات ہے۔ دو سال پہلے جو باجی صائمہ نے ٹرسٹ بنایا تھا۔ آج اس میں غیر ملکی مہمان آ رہے ہیں۔ ہم سب وہی جا رہے ہیں۔ تو بھی چل۔ آج ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ عورت مرد سے پہلے سب انسان ہیں۔ یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے پیروں پر کھلاڑی مارتے ہیں۔ انگلینڈ سے لے کر امریکہ جیسے دوسرے ترقی یافتہ ممالک نے عورت کو جو کہ ملک کی آدھی آبادی ہے۔ بے مصرف زندگی گزارنے سے روک کر کام پر لگا دیا۔ وہ اس سے بھی ایک قدم آگے بڑھ کر آپ لوگوں کو بھی انسان مانتے ہوئے ان سے کام لینا چاہتے ہیں۔ اور یہ کہ آپ بھی دل دماغ رکھتے ہیں۔ آپ کو کام کرنا چاہیے۔ شادی اور بچے ہر انسان کا خالص ذاتی فعل ہے۔ آپ لوگ پڑھ سکتے ہیں، اور پڑھ لکھ کر ایوان بالاتک بھی رسائی حاصل کر سکتے ہیں۔ رکھنی بھی چاہیے۔ اس لیے آج حکومت سے اپیل ہے کہ آپ کا بھی کوئی نہ کوئی نمائندہ دوسرے لوگوں کی طرح اسمبلی میں اپنا قد بڑھا جانے وہ کون تھی مگر اس نے جو کیا وہ کیا ہی سچ کہا تھا کہ پنڈال تالیوں سے گونجتا رہا۔ میں تو درزی ہوں یہاں سب کے کپڑے سیتا ہوں۔ میں بڑھتی ہوں۔ میں ماڈل ہوں۔ احسان نے باجی پروین کے ساتھ وہاں ٹرسٹ میں رہنے والوں کا جوں جوں احوال جانا متاثر ہوتا چلا گیا۔ بات سنیں۔ آخر کار احسان تقریر کرنے والی جرنلسٹ تک پہنچ

لسٹ بنا رہا ہوں۔ آپ کا نام سب سے اوپر لکھا ہے۔ احسان نے معنی خیز لہجے میں کہا۔ چل بہت محو لیا نا ہو تو۔۔ اب تیرے سے ہماری کوئی بات چھی ہوئی نہیں۔۔ تو۔۔ اچھا دیکھ باہر کس کو چین نہیں آ رہا۔ مجھے تو چاچا گھڑیاں ہی لگ رہا ہے۔ وہ ہی ایسے دروازہ توڑا کرتا ہے۔ پروین نے خفیف سی مسکراہٹ کے ساتھ منڈیر سے اترتے ہوئے کہا۔ اوئے تو کیوں اتنی پابندی سے یہاں آتا ہے؟ کیا آپریشن کرانے کا ارادہ کر لیا ہے؟ نسرین نے باجی پروین کے ہاتھ میں میٹھا پان تھاتے ہوئے کہا۔ نسرین باہر گھڑیاں چا چاہے؟ تھا۔ مگر اپنی ٹانگ لنگڑاتے چلا گیا۔ اسے جب بھی ادھار چاہیے ہوتا ہے، تیری طرف آ جاتا ہے۔ باجی ادھر کیوں بیٹھی ہے؟ میں باجی کی کہانی سن رہا تھا۔ مگر۔ مگر کچھ نہیں کا کا۔ ادھر سب سچ ہوتا ہے۔ جھوٹ تو رشتوں میں پایا جاتا ہے۔ جنہیں اوپر والا باندھتا ہے۔ جگر مگر پکا کچور سچ، کیا سمجھے ”ٹھیک ہے چلتا ہوں اور کیوں ختم تک نہیں ٹھہرے گا۔“ نہ کرنسو۔ نسرین نے اسے دھکا دیا تو پروین نے اسے سرزنش کرتے ہوئے روکا۔ دیکھیں باجی یہ بھی جانے کیا کرنے آ جاتا ہے۔ باہر شام کا دھند کا ایک بار پھر اپنے پر پھیلا رہا تھا۔ ایک بار پھر اس کے ارد گرد کی صورتیں اس دھند لکے میں عجیب دکھائی دے رہی تھیں۔ اس نے جھک کر اپنے بے آواز قدموں کو بغور دیکھا اور سرخ شامیہ کے پردہ اٹھا کر بے دلی سے آگے بڑھ گیا۔ اور جلدی سے ایک نیم تاریک کمرے میں داخل ہو گیا۔ اب آج پھر دیر سے آیا ہے۔ وہ جی۔۔ چل اب آ ہی گیا ہے تو باتوں میں وقت برباد مت کر۔ ابھی تجھے میک اپ کرنے میں وقت لگ جانا ہے۔ تجھے پتا نہیں لوگ اس جگہ صرف زندہ پڑیل اور اور آدھے دھڑ والی عورت کو دیکھنے آتے ہیں۔ تیرا موڈ نہیں تو بتا۔۔ وہ تھیلا کب سے کہہ رہا ہے کہ اسے بھی موقع دیا جائے۔ دو نہیں نہیں۔۔ یہ کیا بات کہہ دی۔ چل پھر اپنے نام کی طرح احسان کر اور جلدی گیٹ اپ تیار کر لو یہ مسٹنڈ اپھر باجی پروین کے دربار میں حاضری دینے کو آیا۔ احسان نے قدم اندر رکھا ہی تھا کہ نسرین بول اٹھی۔ ہاں ناباجی نے اپنی کہانی کیا سنا دی اسے۔۔ یہ ہمیں دھنکارا ہوا جان کے چلا آتا ہے۔ پہلے تو میں نے سمجھا کہ اپنے مزے کے لیے فری میں چمٹ رہا ہے۔ مگر لگتا ہے کوئی لمبا ہی منصوبہ لے کر آتا ہے۔ آپ کو کیا لگتا کہ معاشرہ صرف آپ جیسوں کو

GOFY®

Premium Quality Cereal

Wheat Energy

CEREAL BAR WITH
CENTER FILLED CHOCOLATE
CHOCOLATE FLAVOR



Energy
Bar

Wheat Energy In Box Packing



خواتین میں نشے کے استعمال کا تشویشناک رجحان

تحریر: عائشہ صغیر

پاکستان میں خواتین میں نشے کے استعمال کا رجحان تشویشناک حد تک بڑھتا جا رہا ہے، اس میں سرفہرست سگریٹ نوشی ہے جو نہایت شوق سے سرحام کی جاتی ہے، پھر سگریٹ سے آگے بڑھ کر بات شراب نوشی، چرس، کوکین، کرشل اور آئس تک جا پہنچتی ہے جبکہ چرس کا استعمال خواتین میں نسبتاً زیادہ ہے۔ یونائیٹڈ نیشن آفس آن ڈرگز اینڈ کرائم کے سروے 2012 اور 2013 کے مطابق پاکستان میں تقریباً چھ فیصد آبادی جو چھ اعشاریہ سات ملین افراد کے مساوی ہے، نے پچھلے سال شراب اور تمباکو کیلوا وہ دیگر نشہ آور اشیاء استعمال کی ہیں۔ ان میں 9 فیصد مرد اور دو اعشاریہ نو فیصد خواتین شامل ہیں۔ آج 2024 میں اس کی تعداد کہیں زیادہ ہوگی۔ پاکستان میں نوجوان لڑکیاں اور خواتین کی کتنی بڑی تعداد نشے میں مبتلا ہے، اس کے اعداد و شمار تو موجود نہیں ہیں تاہم بحالی سینٹرز انتظامیہ کے مطابق خواتین کی بڑی تعداد سینٹرز میں علاج کے لیے آتی ہیں۔ لاہور شہر میں ایک بڑے ری ہیلی ٹیشن سینٹر میں بطور سائیکالوجسٹ کام کرنے والی ڈاکٹر ثمانہ بتول کے

فرار ہو گئیں، گھر سے وہ اسی دوست کے گھر پہنچیں جس نے اسے پہلے پہل آئس کا نشہ دیا تھا۔ وہاں سے ہم دونوں دوست ڈیفنس میں ایک تیسرے دوست کے فلیٹ پر منعقدہ پارٹی پر گئیں لیکن وہاں ایسا واقعہ پیش آیا جس نے میری زندگی بدل دی۔ زونیرا نے بتایا کہ پارٹی میں موجود ان کے ایک دوست نے نشے کی حالت میں دسویں منزل سے چھلانگ لگا دی اور جان کی بازی ہار گیا جس کے بعد پولیس پہنچی اور وہاں پر موجود ہم سب دوستوں کو ساتھ لے گئی۔ انکا کہنا تھا کہ اس واقع سے میں اتنا ڈر گئی کہ خود والدین سے کہا کہ میرا علاج کرائیں، زونیرا کہتی ہیں میرا علاج چل رہا ہے اور اب میں پہلے سے بہتر ہوں۔ لاہور سے ہی تعلق رکھنے والی ماہم نے بتایا کہ وہ جس سوسائٹی میں اٹھتی بیٹھتی ہیں وہاں شراب، چرس اور کوکین عام بات ہے اور اسے اسٹیشن سمبل سمجھا جاتا ہے۔ ماہم نے بتایا کہ وہ ایک نجی یونیورسٹی میں پڑھتی ہیں اور ان کے تقریباً سب ہی دوست منشیات لیتے ہیں تاہم ہم میں خود آئس، ہیروئن اور انجیکشن کے ذریعے لی جانے والی منشیات استعمال نہیں کرتی۔ انہوں نے بتایا کہ ہم ایک دوسرے کا اس حوالے

مطابق کئی والدین بدنامی کے ڈر سے لڑکیوں کو ری ہیلی ٹیشن سینٹرز میں علاج کرانے کے بجائے گھر میں ہی علاج کرانے کو ترجیح دیتے ہیں جس کی وجہ سے منشیات میں مبتلا خواتین کا ڈیٹا میسر آنا مشکل ہے۔ ایک دوسرے ری ہیلی ٹیشن سینٹر سے علاج کرانے والی لڑکی زونیرا کا کہنا ہے کہ وہ اعلیٰ تعلیم کے باوجود نوکری نہ ملنے کی وجہ سے شدید ڈپریشن میں چلی گئی تھی، گھر والے بھی یہی کہتے تھے تمہیں اتنا پڑھانے لکھانے کا کیا فائدہ ہوا، میرے ساتھ کی سب کزنز اچھی جاہز کر رہی تھیں لیکن میں نے اپنے آپ کو مصروف رکھنے کے لیے دوستوں کے ساتھ پارٹیز پر جانا شروع کر دیا۔ زونیرا نے بتایا کہ وہاں دوستوں کے اصرار پر ہی میں نے پہلے شراب پینا شروع کی اور پھر بعد میں دیگر منشیات کا استعمال شروع کر دیا۔ پہلے پہل تو میرے گھر والوں کو علم نہیں ہوا لیکن جب میری والدہ کو علم ہوا تو میں اس وقت تک آئس کے نشے کی عادی ہو چکی تھی اور میری حالت بہت خراب ہو چکی تھی۔ میرے گھر والے بہت ناراض ہوئے اور انہوں نے مجھے کمرے میں بند کر دیا۔ زونیرا کا کہنا ہے کہ انہیں اپنے گھر والوں پر بہت غصہ آیا اور وہ موقع پا کر گھر سے

ہیں۔ سید ذوالفقار حسین کا ماننا ہے کہ ملک میں منشیات کے استعمال میں اضافے کی بڑی وجہ منشیات کا باآسانی دستیاب ہونا ہے، نوجوان نسل میں منشیات کے بڑھتے رجحان کو حکومتی سطح پر بھی محسوس کیا گیا ہے اور اسی وجہ سے حکومت پنجاب نے ڈرگ فری پنجاب مہم شروع کی جس کے تحت لاہور سمیت مختلف اضلاع میں منشیات فروشوں کے خلاف کارروائی میں تیزی آئی ہے۔ ترجمان پنجاب پولیس کے مطابق وزیر اعلیٰ مریم نواز کی ہدایت پر پولیس نے پچھلے انچاس دنوں میں سات ہزار انچاس مقدمات درج کر کے سات ہزار پانچ سو منشیات فروشوں کو گرفتار کیا ہے جبکہ ملزمان سے 4 ہزار 897 کلوگرام چرس، 26 کلوگرام آئس، 210 کلوایون اور 88 کلو ہیرون برآمد ہوئی ہے۔ اس حوالے سے آئی جی پنجاب عثمان انور کا کہنا تھا کہ نوجوان نسل کا مستقبل تباہ کرنے والے ملزمان کو قانون کی گرفت میں لا کر قرار واقعی سزا دلوانا چاہیے۔



جاتا ہے اسی طرح اس بیماری کا بھی علاج ضروری ہے اور مکمل صحت یاب ہونے کے بعد بھی مریض کی مسلسل نگرانی کرنی چاہیے کیونکہ نشہ کرنے والے دوبارہ نشہ کرنے کی لت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ڈائریکٹر ڈرگ ایڈوائزری ٹریننگ حب سید ذوالفقار حسین کے مطابق 2023 میں لاہور میں آئس کا نشہ کرنے والے نوجوانوں کی تعداد میں 40 فیصد اضافہ ہوا ہے جبکہ 560 بے گھر نامعلوم منشیات کے عادی افراد نشہ کی زیادتی کے باعث سڑکوں پر زندگی کی بازی ہار چکے ہیں۔ سڑکوں پر انجیکشن کے ذریعے منشیات کا استعمال کرنے والے افراد میں 40 فیصد ایڈز کی بیماری میں مبتلا

سے بہت خیال رکھتے ہیں کہ ایک حد سے زیادہ منشیات نہ لیں اور پارٹیز میں بھی ایک دوسرے پر نظر رکھتے ہیں۔ اگر ہمارے گروپ میں کوئی منشیات کی زیادہ مقدار لینے کی کوشش کرے تو گارڈز موجود ہوتے ہیں جو ایسے دوستوں کو پارٹی سے باہر لے جاتے ہیں۔ کلینکل سائیکالوجسٹ جہاں آرا رانا کا کہنا ہے کہ نشہ کرنے والوں کی سب سے بڑی نشانی یہ ہوتی ہے کہ ان کی روٹین بدل جاتی ہے۔ سونے جاگنے، کھانے پینے اور یہاں تک کہ گھر والوں سے بھی دور دور رہنا شروع ہو جاتے ہیں۔ ایسے میں گھر والوں کو الرٹ ہونے کی ضرورت ہے اور جب اس بات کا علم ہو جائے کہ بیٹی یا بہن نشہ کی عادی ہو چکی ہے تو اس پر پردہ ڈالنے اور گھر میں بیٹھ کر چیزیں خود بخود ڈھیک ہونے کا انتظار کرنے کے بجائے فوری طور پر علاج کی طرف جانا چاہیے۔ ڈاکٹر جہاں آرا نے مزید کہا کہ نشہ کرنے کی عادت باقاعدہ ایک بیماری ہے جس طرح دوسری بیماریوں کا علاج کیا



علی امام نے اس کتاب کو ایک اہم علمی اضافہ قرار دیا۔ تقریب کے اختتام پر اساس کی چیئر پرسن محترمہ گلنا محمود نے تمام شرکاء کی جانب سے حوصلہ افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے جامعہ کی انتظامیہ اور فیکلٹی کی تعلیمی خدمات کو خراج تحسین پیش کیا۔



اظہر انور کی تحقیقی کتاب حزب الشیطان

کی تقریب پذیرائی

رپورٹ: مجید رحمانی

کراچی: سرسید یونیورسٹی برائے انجینئرنگ و ٹیکنالوجی کے زیر اہتمام منعقد ہونے والے کتب میلے میں اردو سندھی ادبی سنگت کے پبلیٹ فارم پر سابق بینکار اور محقق اظہر انور کی تحقیقی کتاب حزب الشیطان کی تقریب پذیرائی کا اہتمام کیا گیا۔ یوم کتاب کے حوالے سے مقررین کی جانب سے اساس کی کاوشوں کو بھی سراہا گیا۔ ڈاکٹر رئیس احمد صدیقی نے صدارتی خطاب میں صاحب کتاب کی کاوش اور موضوع انتخاب کی تحسین کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ نوجوان نسل کی رہنمائی کے لئے ایسی کتب کا مطالعہ انتہائی ضروری ہے۔ انہوں نے یوم کتاب کے تاریخی پس منظر پر بھی تفصیل سے روشنی ڈالی۔ مہمان خصوصی معروف فکشن رائٹر اور سینئر صحافی زیب اذکار حسین نے کتاب کے منفرد اسلوب تحریر کا تنقیدی جائزہ لیتے ہوئے ابلاغی جمالیات کا خصوصی حوالہ دیا۔ اساس کے صدر، قرآنی علوم پر گہری نظر رکھنے والے محقق میر حسین



ترتیب اہتمام
بشریٰ رضوان



دنیا سے خواتین



اب اس میں پیلا رنگ اور لالہ چٹائی ڈالیں۔ چینی کو پانی میں شامل کر کے پکائیں اور شیرہ بنا کر گلو کو ذال دیں۔ پھر ایک ڈش میں گھی لگا کر شیرہ ڈالیں اور ٹھنڈا کر لیں۔ اب اسے تیار میڈے میں شامل کریں اور سلاخوں کی مدد سے اس مکچر کو کھینچ کھینچ کر بال بنائیں اور تہہ لگاتے جائیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے تو اسے میز پر بچھا کر آدھے گھنٹے بعد کھڑے کاٹ لیں۔ آخر میں ہر کھڑے پر پستے اور بادام لگا کر سر و کریں۔

گھریلو ٹوٹکے

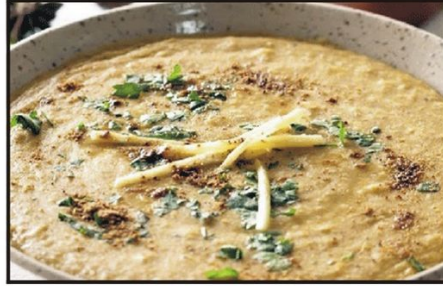
ادرک کے بے شمار فوائد

ادرک کا استعمال ہر طرح سے مفید ہے۔ ادرک اینٹی فنگل، اینٹی بیکٹریل ہوتی ہے ساتھ ہی اس میں ڈائیٹری فائبر، کیلشیم، مینشیم، مینیکیز، وٹامن (بی، سکس، ای، بی 1، بی 2، بی 5)، زنک، فاسفورس، سوڈیم اور آئرن سمیت تمام ضروری غذائی اجزاء پائے جاتے



ہیں۔ ادرک کو چبا کر کھانے سے کھانا جلد ہضم ہوتا ہے جب آپ ادرک کو بچاتے ہیں تو اس کا تازہ رس پیٹ میں جاتا ہے جو کہ پیٹ میں موجود کیڑوں کے خاتمے کے لیے بے حد مفید ہے۔ زیادہ بلغم آنے کی بیماری میں بھی ادرک چبا کر کھانا فائدہ مند ہے۔ دانتوں میں کیڑا لگ جائے اگر تو ادرک چبا کر کھائیں یہ کیڑوں کو جڑوں سے نکالنے میں مفید ہوتی ہے۔ ذیابیطس کے مرض میں اس کو چبا کر کھانا انسولین کو کنٹرول رکھنے میں مدد دیتا ہے۔ ہائپرٹینشن کا مرض لاحق ہے تو آپ روزانہ ادرک چبا کر کھائیں یہ زیادہ اچھا ہے۔ یہ آپ کی یادداشت کو بڑھانے میں مدد دے گی۔

گوشت کے بن جائے اور ذائقہ بھی دوبالا ہو جائے۔ ترکیب: گندم اور دالوں کو اچھی طرح دھو کر بال لیں اور اس کو آدھے گھنٹے سے زیادہ پکنے دیجیے اس طرح گندم



اور دال اچھی طرح آپس میں کھل جائیں گے اور زیادہ گھوٹا نہیں پڑے گا۔ اب ان کو بلینڈر میں ڈال کر اچھی طرح بلینڈ کر لیں تاکہ لیس دار لوچ بن جائے۔ پیاز کا مصالحہ تیار کریں اور اس میں آئل تھوڑا زیادہ استعمال کریں، تمام تر گرم مصالحہ اسی میں شامل کر کے 5 منٹ کے لیے دم دے دیں تاکہ قورے کی طرح کا پیاز کا سالن بن جائے۔ اب دالوں کے مکچر کو اس سالن میں ڈالیں اور اچھی طرح پکنے دیجیے۔ اس کو 20 منٹ تک گھونٹ لیں اور پھر بھگاردے دیں۔ لیچے بنا گوشت کے بھی حلیم پک کر تیار ہے۔

پتیسا

اجزاء: میدہ 400 گرام۔ بیسن 100 گرام۔ سوگی 750 گرام۔ چینی 1 کلو۔ گلو کو 140 گرام۔ لالہ چٹائی 10 عدد۔ بادام 50 گرام۔ پستے 50 گرام۔ کھانے کا پیلا رنگ حسب ضرورت۔ پانی حسب

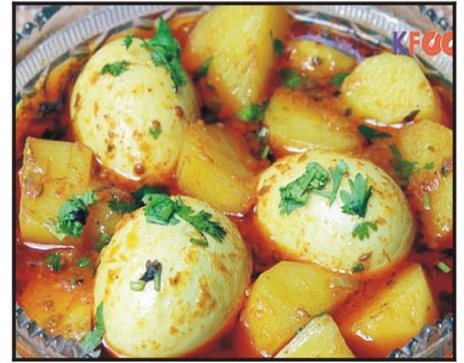


ضرورت۔ ترکیب: گھی، میدہ اور بیسن مکس کر کے ہلکی آئچ پر بھون لیں اور تیار ہونے پر اتار کر ٹھنڈا کریں۔

پکوان

انڈے آلو کا قورمہ

اجزاء: انڈے ابلے ہوئے 3 سے 4 درمیان سے کٹ لگا ہوا۔ آلو ایک پاگول کٹے ہوئے۔ ہر ادھنی حسب ذائقہ۔ نمک 1 سے ڈیڑھ چمچ۔ لال مرچ پسلی ہوئی 1 چمچ۔ کالی مرچ حسب ذائقہ۔ ہلدی آدھا چمچ۔ دھنیا آدھا چمچ۔ زیرہ 1 چمچ۔ پیاز آدھی کٹی ہوئی۔ دہی 3 چمچ بڑے۔ ٹماٹر کا پیسٹ 2 چمچ۔ ادراک لہسن کا پیسٹ 1 چمچ۔ کریم آدھا چمچ اگر ڈالنا چاہیں۔ ہری مرچ 1 سے 2 کٹی ہوئی۔ آئل 1 کپ سے تھوڑا سا کم۔ ترکیب: سب سے پہلے انڈوں کو بال کر درمیان سے کٹ لگا کر رکھ دیں۔ پھر پیاز کاٹ کر اس کو آئل میں ڈالیں اور بران کر لیں۔ اب بران پیاز، ٹماٹر، آدھ کپ سے کم پانی



اور ادراک لہسن کو بلینڈر میں ڈال کر بلیڈ کر لیں تاکہ گریوی کے لیے مصالحہ تیار ہو سکے۔ اس مکچر کو آئل کے ساتھ پکائیں اور اس میں زیرہ، لہسن، ہلدی، لال مرچ، کالی مرچ، نمک اور آلو ڈال کر اچھی طرح بھونیں یہاں تک کہ آلو گل جائیں پھر کریم شامل کرنا چاہیں تو ایک چمچ ڈال دیں۔ پھر 10 منٹ کیلئے ڈھکن ڈھک دیں اور اس میں انڈے ڈال کر 4 سے 6 منٹ تک پکنے دیجیے۔ لیچے مزیدار انڈے آلو کا قورمہ پک کر تیار ہے۔ ہر ادھنی ڈال کر سر و کریں۔

گوشت کے بغیر حلیم بنانے کا طریقہ

اجزاء: ایسا ذائقہ دار دہی حلیم بنانے کا طریقہ جو بنا



ہیلتھ اینڈ فٹنس

ترتیب اہتمام
نورہت عروج بیگ



ترخواتین بچوں کی پرورش سے پہلے تعلیم اور کیریئر پر توجہ دینا چاہتی ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ پچھلے اعداد و شمار سے پتہ



چلتا ہے کہ نوجوان خواتین میں شرح پیدائش میں مسلسل کمی آئی ہے لیکن اس کے ساتھ 30 سے 40 عمر کی خواتین میں بچے پیدا کرنے کے رجحان میں بھی اضافہ ہوا۔

زیتون کے تیل کا استعمال

کیمبرج: میڈیا رپورٹس کے مطابق امریکا میں ایک تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ زیتون کا تیل ڈیمینٹیا کے سبب ہونے والی موت کے خطرے کو کم کرتا ہے۔ محققین نے اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ زیتون کے تیل کی مقدار اور اس کے ذہن پر اثرات کے حوالے سے سب سے پہلے تحقیق ان ممالک میں ہوئی جہاں زیتون کی وافر مقدار پائی جاتی ہے۔ تاہم اس ملک میں کمی گئی تحقیق جہاں اس کی کھپت کم ہوتی ہے، مطالعے کے مرکزی مصنف، ہارورڈ میں ایک رجسٹرڈ ماہر غذا اور چان



سکول آف پبلک ہیلتھ میں ریسرچ ایسوسی ایٹ این جولی ٹیسیر نے کہا کہ زیتون کا تیل مونوسچو ریٹڈ چکنائیوں سے بھرپور ہوتا ہے اور اس میں اینٹی آکسیڈنٹ والے مرکبات بھی ہوتے ہیں جو دماغ کے لیے محافظ کا کردار ادا کرتے ہیں۔

اونے 44 ممالک سے تعلق رکھنے والے 11، 13 اور 15 سال کے 2 لاکھ 80 ہزار بچوں کے ڈیٹا کا معائنہ کیا۔ تحقیق میں معلوم ہوا کہ برطانیہ میں لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں زیادہ تمباکو نوشی، شراب نوشی اور ویپنگ کرتی ہیں اور ویپنگ نے بچوں میں بطور خطرناک سرگرمی تمباکو نوشی کی جگہ لے لی ہے۔ تحقیق میں یہ بات بھی سامنے آئی کہ انگلینڈ اور اسکاٹ لینڈ میں 15 سال کی عمر تک 40 فی صد لڑکیوں نے ویپ کا استعمال کر چکی تھیں جو عددی اعتبار سے فرانس، آسٹریا، جرمنی، البانیہ، اسپین، کینیڈا اور ناروے جیسے دیگر ترقی یافتہ ممالک سے زیادہ ہے۔ تحقیق میں یہ بھی معلوم ہوا کہ برطانیہ میں دیگر ممالک کے مقابلے میں کم عمر بچوں میں ویپنگ کا مسئلہ



زیادہ پایا گیا، جس میں لڑکیوں کی شرح زیادہ دیکھی گئی۔

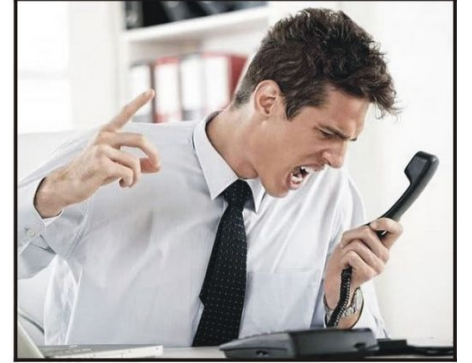
امریکا میں شرح پیدائش کم ترین سطح پر آگئی

نیٹ نیوز: میڈیا رپورٹس کے مطابق امریکی سینٹرز فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پریوینشن (سی ڈی سی) نے حال ہی شرح پیدائش کے حوالے سے اعداد و شمار جاری کیے جس میں بتایا گیا ہے کہ 2023 میں امریکا میں 30 لاکھ 6 ہزار سے کم بچے پیدا ہوئے ہیں جو کہ ایک سال پہلے کے مقابلے میں تقریباً 76,000 کم ہے۔ یہ شرح پیدائش 1979 کے بعد سے امریکا میں پیدا ہونے والے بچوں کی اب تک کی سب سے کم ترین تعداد ہے۔ یونیورسٹی آف وسکونسن کے محقق نکولس مارک نے کہا کہ اس کی وجہ عام طور پر امریکی خواتین میں بعد کی عمر میں بچہ پیدا کرنے کا رجحان ہے جو عام ہوتا جا رہا ہے کیونکہ زیادہ

غصے کی حالت دل کی بیماریوں کا

خطرہ بڑھا دیتی ہے، ماہرین

نیٹ نیوز: ایک نئی تحقیق میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ جب کوئی شخص غصے کی حالت میں ہوتا ہے تو اس



میں دل کی بیماریوں کا خطرہ کافی بڑھ جاتا ہے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق ایک حالیہ مطالعے میں محققین نے پایا کہ غصہ خون کی شریانوں کو غیر صحت مندانہ طریقے سے سکڑ دیتا ہے اور اس سے دل کی بیماری کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ مطالعے کے مصنف اور کولمبیا یونیورسٹی کے ماہر امراض قلب، ڈاکٹر ڈانگی شیمو کا کہنا تھا کہ اگر آپ ایک ایسے شخص ہیں جو ہر وقت غصے میں رہتے ہیں، تو آپ کو آپ کی خون کی نالیوں پر دائمی زخم ہو رہے ہیں۔ ڈاکٹر ڈانگی اور ان کی ٹیم نے اپنے مطالعے میں خون کی نالیوں کی سرگرمی کا جائزہ لیا جب شرکاء غصے کی حالت میں تھے۔ غصے کی حالت کا اضطراب، اداسی اور نارمل جذبات کی حالتوں سے موازنہ کیا گیا۔ محققین نے پایا کہ غصے کی حالت خون کی نالیوں کی کمزوری کا باعث بنتی ہے۔ یہ اثرات غصے کے خاتمے کے بعد 40 منٹ تک قائم رہتی ہے۔

لڑکوں کے مقابلے میں لڑکیاں

ویپنگ زیادہ کرتی ہیں، تحقیق

نیٹ نیوز: عالمی ادارہ صحت (ڈبلیو ایچ او) کی ایک تازہ ترین تحقیق میں انکشاف ہوا ہے کہ برطانیہ میں لڑکیاں لڑکوں کے مقابلے میں زیادہ تمباکو نوشی اور ویپنگ کرتی ہیں۔ اپنی نوعیت کی ایک بڑی تحقیق میں ڈبلیو ایچ



کہا کہ یہ میرے لیے ایک جذباتی دن ہے، مجھے یونیسف انڈیا کا قومی سفیر مقرر ہونے پر فخر ہے اور یہ بھی میرے لیے اعزاز کی بات ہے کہ میں گزشتہ 10 سال سے یونیسف انڈیا کے ساتھ کام کر رہی ہوں۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ 10 سالوں میں ہم نے جو کام بھی کیا مجھے اس کام پر فخر ہے، میں آج عزم کرتی ہوں کہ میں تمام بچوں کے حقوق کے فروغ و تحفظ اور مساوی مستقبل کے لیے آواز بلند کرتی رہوں گی۔ بالی ووڈ اداکارہ نے مزید کہا کہ میں آج اس خاص دن کے موقع پر عہدہ کرتی ہوں کہ میں ہر بچے کی آواز بنوں گی۔

شہنشاہ ظرافت منور ظریف کو مداحوں

سے پچھڑے 48 برس بیت گئے

لاہور: شہنشاہ ظرافت کا خطاب پانے والے نامور کامیڈین منور ظریف کو مداحوں سے جدا ہوئے 48 برس بیت گئے۔ منور ظریف نے کیرئیر کا آغاز 1961 میں ریلیز ہونیوالی فلم ڈانڈیاں سے کیا، اس فلم میں



انہوں نے اتنا نام کمایا جس کا سننے اداکار خواب ہی دیکھ سکتے ہیں۔ 60 اور 70 کی دہائیوں میں بننے والی فلموں ہیرا، نجھا، جیرا، بلید، بناری ٹھگ کی کامیابی نے منور ظریف کو سپر اسٹار فنکاروں کی صف میں لاکھڑا کیا۔ ان کی جوڑی رنگیلا کے ساتھ بہت زیادہ مقبول ہوئی۔ منور ظریف کو عشق دیوانہ، بہارو پھول برسا اور زینت میں بہترین مزاحیہ اداکاری پر نگار ایوارڈ سے بھی نوازا گیا۔ منور ظریف نے بیس سالہ کیریئر میں 325 فلموں میں اداکاری کے جوہر دکھائے اور وہ صرف 35 سال کی عمر میں 29 اپریل 1976 کو دل کا دورہ پڑنے کے باعث انتقال کر گئے۔

تھا کہ وہ خود بھی بالی ووڈ انڈسٹری میں تھیں۔ دیا بالن کا کہنا تھا کہ انڈسٹری میں ان کا کوئی سرپرست نہیں تھا لیکن انہیں اپنے حصے کا کام ملا جس پر وہ مطمئن ہیں۔

اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ

کیا جائے، مشی خان کا مطالبہ

اسلام آباد: پاکستانی اداکارہ مشی خان نے کہا ہے کہ تمام پاکستانیوں کو اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کرنا چاہئے۔ سیوغزہ کمپنیں کے تحت ڈی چوک میں منعقدہ احتجاجی مظاہرے میں گفتگو کرتے ہوئے اداکارہ کا کہنا تھا کہ بائیکاٹ سے اسرائیلی مصنوعات کو نقصان پہنچ رہا



ہے۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ غزہ میں معصوم بچوں بزرگوں عورتوں کی نسل کشی کر رہے ہیں، ہم انکی کمپنیوں کو فائدہ نہیں دے سکتے۔

کرینہ کپور یونیسف کی سفیر مقرر

ممبئی: بالی ووڈ میں بیو کے نام سے مشہور اداکارہ کرینہ کپور کو اقوام متحدہ کے ادارہ برائے اطفال یونیسف نے بھارت میں اپنا قومی سفیر مقرر کر دیا۔ کرینہ کپور نے اپنے آفیشل انسٹاگرام ہینڈل پر اپنی چند تصاویر



اور ویڈیوز پوسٹ کیں جن میں انہیں یونیسف انڈیا کی ٹیم کے ہمراہ دیکھا جاسکتا ہے۔ اداکارہ نے اپنی پوسٹ میں

ورلڈ لافٹر ڈے: کاجول نے مداحوں

کیلئے اپنی مزاحیہ ویڈیو شیئر کر دی

ممبئی: ورلڈ لافٹر ڈے کے موقع پر بالی ووڈ کی نامور اداکارہ کاجول نے مداحوں کیلئے اپنی مزاحیہ ویڈیو شیئر کر دی۔ انسٹاگرام پر جاری کی گئی ویڈیو میں اداکارہ کے



مختلف کلبس کو جوڑا گیا ہے جس میں وہ مختلف جگہ اچانک اپنا توازن کھو کر گر جاتی ہیں۔ کاجول نے اپنی ویڈیو کے ساتھ کپشن دیا کہ ان کلبس کو دیکھ کر انہیں احساس ہوا کہ وہ اس میں حیران کن طور پر بہت اچھی ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ وہ ورلڈ لافٹر ڈے کے موقع پر یہ ویڈیوز دوبارہ پوسٹ کر رہی ہیں جن کو دیکھ کر لوگ بہت ہنسے تھے۔ واضح رہے کہ کاجول کو آخری مرتبہ ویب سیریز دی ٹرائل میں دیکھا گیا تھا جس میں انہوں نے ایک وکیل کا کردار کیا۔

تعصبات کے باوجود بالی ووڈ میں

باصلاحیت فنکار کو کام ملتا ہے، وودی بالن

ممبئی: بالی ووڈ کی نامور اداکارہ وودی بالن نے کہا ہے کہ انڈسٹری میں اقربا پروری سے انہیں فرق نہیں پڑا اور تعصبات کے باوجود باصلاحیت فنکار کو اپنے حصے کا کام ضرور ملتا ہے۔ اپنی نئی فلم دو اور دو پیار کی تشہیر مہم کے دوران ایک انٹرویو میں گفتگو کرتے ہوئے اداکارہ کا کہنا





ادبی ورثہ



اس اداسی میں نغمہ کوئی گھول کر
ایک بے چین دل کی دعا لیجئے
آپ کے پیار کا جو بھی معیار ہے
اس سے کب جان جاں مجھ کو انکار ہے
جس طرح آپ چاہیں نظر آں میں
مجھ کو ہر رنگ میں آزما لیجئے
شاعرانہ سی ہے زندگی کی فضا
آپ بھی زندگی کا مزہ لیجئے
قتیل شفا کی

غزل

شرما گئے لجا گئے دامن چھڑا گئے
اے عشق مرحبا وہ یہاں تک تو آ گئے
سب کچھ لٹا کے راہ محبت میں اہل دل
خوش ہیں کہ جیسے دولت کونین پا گئے
صحن چمن کو اپنی بہاروں پہ ناز تھا
وہ آ گئے تو ساری بہاروں پہ چھا گئے
عقل و جنوں میں سب کی تھیں راہیں جدا جدا
ہر پھر کے لیکن ایک ہی منزل پہ آ گئے
اب کیا کروں میں فطرت ناکام عشق کو
جتنے تھے حادثات مجھے راس آ گئے
جگر مراد آبادی



ہیں۔ انھوں نے مزید کہا کہ ایران میں اسلامی انقلاب
سے بھی برسوں قبل پاکستان بھی اسلامی بنیادوں پر وجود
میں آیا تھا۔ پاکستانی خواتین کو سائنس، سوشل سائنس اور
اسلامی علوم میں مشترکہ تحقیق کی دعوت بھی دی۔

ایک خواب کی صورت ہی صحیح یاد ہے اب تک
ماں نے کہا !!! لے اوڑھ لے،،، اس شال میں ہم ہیں
میں پھوٹ کے جب رونے لگا موت کیڈر سے
نیکی نے کہا نامہ اعمال میں ہم ہیں
منور رانا

غزل

ہمارے بعد اب محفل میں افسانے بیاں ہوں گے
بہاریں ہم کو ڈھونڈھے گی نہ جانے ہم کہاں ہوں گے
اسی انداز سے جھوٹے گا موسم جائے گی دنیا
محبت پھر حسیں ہوگی نظارے پھر جواں ہوں گے
نہ ہم ہوں گے نہ تم ہو گے نہ دل ہوگا مگر پھر بھی
ہزاروں منزلیں ہوں گی ہزاروں کارواں ہوں گے
بحر جرح سلطان پوری

غزل

شاعرانہ سی ہے زندگی کی فضا
آپ بھی زندگی کا مزہ لیجئے
میں غزل بن گئی آپ کے سامنے
شوق سے اب مجھے گنگنا لیجئے
آپ سن تو رہے ہیں میرے دل کی لے
اس میں بے نام سی اک اداسی بھی ہے

غزل

کو بہ کو پھیل گئی بات شناسائی کی
اس نے خوشبو کی طرح میری پذیرائی کی
کیسے کہہ دوں کہ مجھے چھوڑ دیا ہے اس نے
بات تو سچ ہے مگر بات ہے رسوائی کی
وہ کہیں بھی گیا لوٹا تو مرے پاس آیا
بس یہی بات ہے اچھی مرے ہرجائی کی
تیرا پہلو ترے دل کی طرح آباد رہے
تجھ پہ گزرے نہ قیامت شب تنہائی کی
اس نے جلتی ہوئی پیشانی پہ جب ہاتھ رکھا
روح تک آ گئی تاثیر مسیحا کی
اب بھی برسات کی راتوں میں بدن ٹوٹتا ہے
جاگ اٹھتی ہیں عجب خواہشیں انگڑائی کی
پروین شاکر

غزل

ایک زنجی پرندے کی طرح جال میں ہم ہیں
اے عشق ابھی تک تیرے جنجال میں ہم ہیں
اب آپ کی مرضی ہے سنبھالیں نہ سنبھالیں
خوشبو کی طرح آپ کے رومال میں ہم ہیں
ہنستے ہوئے چہرے نے بھرم رکھا ہمارا
وہ دیکھنے آیا تھا کہ کس حال میں ہم ہیں

کراچی میں ایرانی خاتون اول کی کتاب

کی رونمائی، آصف بھٹو کی بھی شرکت

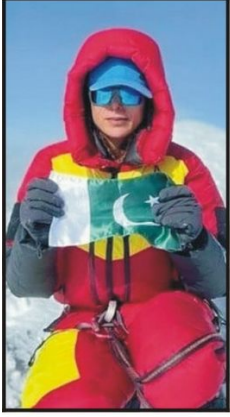
کراچی: ایران کی خاتون اول ڈاکٹر جمیلہ علم
الہدی کی اردو ترجمہ پر مبنی کتاب نسوانی زندگی کا فن کی
کراچی میں رونمائی کر دی گئی۔ کتاب کی تقریب رونمائی
آئی بی اے سٹی کیمپس میں جامعہ کراچی کے تحت منعقد
ہوئی جس میں پاکستان کی سابق وزیراعظم بینظیر بھٹو اور
موجودہ صدر آصف علی زرداری کی صاحبزادی اور رکن
قومی اسمبلی آصف بھٹو زرداری نے خصوصی شرکت کی جبکہ
ایران کے صدر ڈاکٹر ابراہیم رئیسی کی صاحبزادی ربیعانہ

رئیس بھی اس موقع پر موجود تھیں۔ آصف بھٹو زرداری نے
ایرانی خاتون اول ڈاکٹر جمیلہ علم الہدی کو جامعہ کراچی کی
جانب سے شیلڈ پیش کی جبکہ جامعہ کراچی کے رئیس کلیہ
اسلامی علوم ڈاکٹر زاہد علی زاہدی نے شیخ الجامعہ پروفیسر
ڈاکٹر خالد محمود عراقی کی جانب سے آصف بھٹو زرداری کو
جامعہ کراچی کا نشان سپاس پیش کیا گیا۔ کتاب کی تقریب
رونمائی کے موقع پر خطاب کرتے ایرانی خاتون اول کا کہنا
تھا کہ معاشرے اور بالخصوص اسلامی تمدن میں خواتین کا
اہم کردار ہے۔ ڈاکٹر جمیلہ نے تقریب میں خواتین کو
مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ یہ دیکھ کر بھی خوشی ہوئی ہے کہ
پاکستانی خواتین بھی اسلامی حجاب کی جانب مائل

سپورٹس



9:35 بجے) پاکستانی وقت کے مطابق 8:50 بجے دنیا کی پانچویں بلند ترین چوٹی ناقابل یقین حد تک مشکل



پہاڑ مکالوکو کامیابی سے سر کر کے ایک اور تاریخی سنگ میل حاصل کیا ہے اور یہ اعزاز حاصل کرنے والی پہلی پاکستانی خاتون بن گئیں۔ نائلہ کیانی نے دنیا بھر میں موجود 8 ہزار میٹر سے بلند 11 چوٹیاں

تین سال کے عرصے میں سر کی ہیں، جس کے بعد اب انہوں نے 11 چوٹیاں مختصر مدت میں سر کرنے کا ریکارڈ بھی بنالیا ہے۔

ویسٹ انڈیز ویمن ٹیم نے پاکستان کو

آخری ٹی 20 میں بھی شکست دیدی

کراچی: ویسٹ انڈیز ویمنز ٹیم کپتان ہیلی میتھیوز کی شان دار آل رانڈ کارکردگی کی بدولت پاکستان کو سیریز کے پانچویں اور آخری ٹی ٹوئنٹی میچ میں با آسانی 8 وکٹوں سے شکست دے کر سیریز 4-1 سے جیت لی۔ کراچی میں کھیلے گئے 5 میچوں پر مشتمل سیریز کے آخری میچ میں مہمان ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے ٹاس جیت کر پاکستان کو پہلے بیٹنگ کی دعوت دی۔ قومی ویمن ٹیم نے مقررہ 20 اوورز میں 8 وکٹوں کے نقصان پر 134 رنز بنائے۔ مہمان ویسٹ انڈیز کی ٹیم نے کامیابی کے لیے ملنے والا 135 رنز کا ہدف 2 وکٹیں گنوا کر 18.2 اوورز میں حاصل کر لیا۔



پاکستانی کے اندر گونجتا ہے۔ پی سی بی نے نئی جرسی میں قومی کرکٹرز کی تصاویر بھی جاری کر دی ہیں۔ میٹرکس جرسی کو پاکستان کرکٹ بورڈ کی آفیشل آن لائن اسٹور سے آرڈر پر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ یہ جرسی پہن کر شائقین پاکستانی کرکٹ ٹیم کو سپورٹ کر سکتے ہیں جو آئی سی سی ٹی 20 ورلڈ کپ 2024 میں ہماری شاندار روایات دکھانے کے لیے تیار ہے۔

پاکستانی ویمن کرکٹ ٹیم برطانیہ پہنچ گئی

لندن: پاکستان کی قومی خواتین کرکٹ ٹیم برطانیہ پہنچ گئی، دورے میں 3 ٹی 20 اور 3 ایک روزہ میچ کھیلے جائیں گے۔ پاکستان کے برطانیہ میں ہائی کمشنر ڈاکٹر محمد فیصل نے پاکستانی قومی خواتین کرکٹ ٹیم کا لندن ہیتھر وائیپر پورٹ آمد پر پرتپاک استقبال کیا۔ اس



موقع پر ہائی کمشنر ڈاکٹر محمد فیصل نے کہا کہ پاکستان کا پرچم بلند رکھنے کے لیے ہمیں اپنی قومی خواتین کرکٹ ٹیم پر فخر ہے۔ ندا ڈار کی کپتانی میں 17 رکنی ٹیم برطانیہ میں 3 ٹی 20 اور 3 ایک روزہ میچ کھیلے گی۔

نائلہ کیانی کا مختصر مدت میں 11 بلند ترین چوٹیاں سر کرنے کا ریکارڈ

اسلام آباد: پاکستان کی نامور کوہ پیما نائلہ کیانی نے نیپال میں دنیا کی پانچویں بلند ترین چوٹی مکالوسر کر لیا، جس کے بعد وہ پاکستان کی تاریخ میں 8 ہزار میٹر سے بلند 11 چوٹیاں سر کرنے والی پہلی خاتون کوہ پیما بن گئیں اور مختصر مدت میں یہ کارنامہ انجام دینے کا ریکارڈ بنایا۔ نیپال سے موصول اطلاعات میں بتایا گیا کہ نائلہ کیانی نے نیپال کے مقامی وقت کے مطابق تقریباً

اذلان شاہ ہا کی کپ: پاکستان اور جاپان

کا میچ سنسنی خیز مقابلے کے بعد برابر

لاہور: 30 ویں سلطان اذلان شاہ ہا کی کپ میں پاکستان اور جاپان کے مابین کھیلا گیا سنسنی خیز میچ ایک



ایک گول سے برابر رہا۔ ملائیشیا کے شہر آئوہ میں جاری 30 ویں سلطان اذلان شاہ ہا کی کپ میں پاکستان اور جاپان کے مابین کھیلا گیا سنسنی خیز میچ ایک ایک گول سے برابر رہا۔ میچ کے پہلے ہاف کے 33 ویں منٹ میں جاپان کے کین کی جانب سے پینلٹی کارنر کے ذریعے گول سکور ہوا۔ بعد ازاں پاکستان کی جانب سے متواتر حملوں کے بعد دوسرے ہاف کے آخری 59 ویں منٹ میں پینلٹی کارنر کے ذریعے رانا عبدالوحید نے گول اسکور کر کے میچ ایک ایک گول سے برابر کر دیا۔

ٹی 20 ورلڈ کپ 2024 کیلئے

قومی ٹیم کی نئی کٹ کی رونمائی

لاہور: ٹی ٹوئنٹی ورلڈ کپ 2024 کیلئے پاکستان کرکٹ ٹیم کی نئی جرسی کی رونمائی کر دی گئی۔ پاکستان کرکٹ بورڈ کی جانب سے سوشل میڈیا پر میٹرکس جرسی کی رونمائی کی گئی جس کے ڈیزائن میں وہ جذبہ نمایاں ہے جو کرکٹ سے محبت کرنے والے ہر



خصوصی رپورٹس

ہفتے ملک بھر میں اوسطاً 9 بچے قتل کیے گئے۔ بچوں کے قتل کے مختلف رپورٹ کردہ واقعات کے لحاظ سے لاہور (61)، فیصل آباد (32) اور گوجرانوالہ (26) نمبر پر تھے جبکہ یہ شہر درج کردہ کیسز کے لحاظ سے بڑے ہاٹ اسپاٹ کے طور پر سامنے آئے ہیں۔ سال 2022 سے 2023 تک بچوں کی اسمگلنگ اور جسمانی استحصال کے واقعات میں تقریباً دوگنا اضافہ ہوا ہے۔ 2023 میں 157 بچوں کو جسمانی تشدد کا نشانہ بنایا گیا جبکہ 2022 میں یہ تعداد 83 تھی۔ اسی طرح 2023 میں بچوں کی اسمگلنگ کے 108 واقعات کی رپورٹ درج کی گئیں جبکہ 2022 میں یہ تعداد 49



تھی۔ جسمانی تشدد کے رپورٹ کردہ واقعات میں سیالکوٹ (37)، فیصل آباد (16) اور شیخوپورہ (11) کے ساتھ ہاٹ اسپاٹ میں شامل ہیں جبکہ بچوں کی اسمگلنگ کی درج کردہ رپورٹس کے مطابق ٹوبہ ٹیک سنگھ (51) اور چنیوٹ (35) کیسز کے طور پر نمایاں ہیں۔ ان اضلاع کو بھی بچوں کی اسمگلنگ کے ہاٹ اسپاٹس میں شامل کیا گیا ہے۔ ایس ایس ڈی او کے ایکٹیکٹو ڈائریکٹر سید کوثر عباس نے کہا کہ بچوں کے ساتھ تشدد اور جنسی زیادتی ایک بڑا مسئلہ ہے لیکن یہ بات خوش آئند ہے کہ پنجاب میں پولیس ان کیسز کو رجسٹر کرنا شروع ہو گئی ہے، اب عدالتوں کو بھی چاہیے کہ وہ بچوں پر تشدد کے کیسز پر سخت اور جلد فیصلہ دیں تاکہ ملزمان کو کیفر کردار تک پہنچایا جاسکے اور اس جرم کو روکا جاسکے۔ واضح رہے کہ یہ اعداد و شمار پنجاب ٹرانسپیرنسی اور معلومات تک رسائی کے قانون کے تحت پنجاب پولیس میں رائٹ ٹو انفارمیشن درخواست دائر کر کے جمع کیے گئے تھے۔

گرو تھ ملے گی اور انہوں نے پاکستان میں خصوصی سرمایہ کاری سہولت کونسل (ایس آئی ایف سی) کے قیام کو خوش آئند قرار دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ ایس آئی ایف سی سرمایہ کاری کی سہولت کاری کے لیے ضروری ہے اور امید ہے اس سے سرمایہ کاری میں حائل رکاوٹیں دور ہوں گی۔

پنجاب سے گزشتہ سال ڈھائی ہزار بچے اغوا، 891 جنسی زیادتی کا نشانہ بنے

لاہور: اسٹین ایبل سوشل ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن (ایس ایس ڈی او) (کے فراہم کردہ اعداد و شمار کے مطابق 2023 میں مجموعی طور پر بچوں کے اغوا کے 2534 واقعات رپورٹ ہوئے جبکہ اس سے گزشتہ سال 2022 میں بچوں کے اغوا کے 2539 واقعات رپورٹ ہوئے تھے۔ سال 2023 کی رپورٹ سے ظاہر ہوتا ہے کہ روزانہ اوسطاً 7 بچوں کو اغوا کیا گیا، یہ ایک خطرناک اعشاریہ ہے اور اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ بچوں کے اغوا کی روک تھام کے حوالے سے حالات میں کوئی بہتری نہیں آئی۔ اس سلسلے میں سب سے حساس اضلاع کے لحاظ سے زیادہ تر کیسز لاہور (840)، سیالکوٹ (194) اور گوجرانوالہ (143) سے رپورٹ ہوئے۔ اسی طرح جنسی زیادتی کے واقعات کی تعداد بھی تشویش کا باعث تھی۔ سال 2023 میں مجموعی طور پر 891 کیسز سامنے آئے جبکہ 2022 میں یہ تعداد 621 تھی۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ 2023 میں ہر ہفتے تقریباً 17 بچوں کو جنسی زیادتی کا نشانہ بنایا گیا۔ ایک بار پھر لاہور (346) رپورٹ کیسز کے لحاظ سے نمایاں اور حساس ترین رہا۔ اس کے بعد شیخوپورہ میں 76 اور بہاولنگر میں 61 کیسز رپورٹ ہوئے۔ اس کے علاوہ، چائلڈ پورنوگرافی کے 12 کیسز بھی رپورٹ ہوئے۔ رپورٹ کے مطابق اس سال بچوں کے قتل کے بڑھتے ہوئے واقعات بھی انتہائی تشویشناک ہیں، 2023 میں 493 واقعات رپورٹ ہوئے، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہر

پاکستان میں غذائی عدم تحفظ میں اضافے کا خدشہ ہے، عالمی بینک

اسلام آباد: عالمی بینک کا کہنا ہے کہ پاکستان میں غذائی عدم تحفظ میں اضافہ جبکہ تعلیم اور صحت کی خدمات تک فراہمی میں کمی ہوئی ہے، بڑھتی ہوئی ٹرانسپورٹیشن لاگت کے باعث اسکول نہ جانے والے بچوں کی تعداد میں اضافے کا خدشہ بھی ظاہر کیا گیا ہے جبکہ سفری لاگت



میں اضافے سے علاج معالجے تک رسائی تاخیر کا سبب بن سکتا ہے۔ تفصیلات کے مطابق عالمی بینک کی جانب سے جاری رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ نقل و حمل کی لاگت میں اضافے سے اسکول، صحت مراکز، مارکیٹ تک رسائی کے اخراجات بھی بڑھ گئے ہیں، اس کے علاوہ عالمی بینک نے پاکستان کو اخراجات زندگی کے مسلسل بحران سے دوچار ملک بھی قرار دے دیا۔ رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ سندھ، خیبر پختونخوا، بلوچستان کے 43 دیہی اضلاع میں شدید غذائی عدم تحفظ بڑھنے کا خدشہ ہے۔ پاکستان میں غذائی مہنگائی زیادہ ہے، غریب گھرانوں کا 50 فیصد بجٹ خوراک پر خرچ ہو جاتا ہے جس کے مطابق شدید غذائی عدم تحفظ 29 فیصد سے بڑھ کر 32 فیصد پر پہنچنے کا تخمینہ ہے، غذائی مہنگائی غریب اور نادر گھرانوں پر زیادہ اثر انداز ہو رہی ہے۔ واضح رہے کہ اس سے قبل عالمی بینک کے کٹری ڈائریکٹر ناجی بنہسین نے رواں ماہ کے پہلے ہفتے ملک کی معاشی صورتحال بارے کہا تھا کہ موجودہ حالات میں پاکستان کو سخت فیصلوں کی ضرورت ہے جس سے مستحکم

لوگ کیا کہتے ہیں؟

پر 1 چینی اور گھی کی فروخت ایک سوالیہ نشان ہے۔ حکومت کی بنیادی ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کو اشیائے خورد و نوش کی ارزاء نرخلوں پر فراہمی کا بندوبست کرے۔ اور یوٹیلیٹی سٹورز پر چینی، گھی وغیرہ کی قیمتوں میں کمی کی جائے۔ کیونکہ مہنگائی نے عوام کا جینا مشکل کر دیا ہے۔ اور ان کے لئے دو وقت کی روٹی بھی مشکل ہو گئی ہے۔ اس لئے یوٹیلیٹی سٹورز پر عوام کو ریلیف دیا جائے۔

محفوظ الحقی قادری۔ بور یوالا

نظام تعلیم کی خرابیوں

مکرمی! میں آپ کے مقرر روزنامے کی وساطت سے موجودہ طریقہ تعلیم کے بارے میں چند امور ارباب علم و دانش کی توجہ کے لیے پیش کر رہا ہوں۔ سچ تو یہ ہے کہ نظام تعلیم ہی کسی قوم کے تہذیبی اور ارتقائی رخ کا تعین کرتا ہے، جو قوم کتب کی فضا تعلیم کے تقدس اور نصاب کی عظمت کو نظر انداز کر دیتی ہے وہ بدلتے ہوئے حالات کی سختیوں اور سنگینیوں کا مقابلہ نہیں کر سکتی اور آخر مٹ جاتی ہے۔ ہمارا موجودہ نظام تعلیم لارڈ میکالے کا ترتیب



دیا گیا وہ نظام ہے جس کو رائج کر کے انگریز اپنے قدم اس ملک میں مضبوط بنانا چاہتے تھے۔ وہی غلامانہ نظام آج بھی اسی طرح قائم و دائم ہے۔ ہمیں تو وہ نظام اور نصاب چاہیے جو کہ ہماری نئی نسل کو لامتناہی ادراک، خود شناسی الفی رسول ﷺ، کردار سازی اور ارتقائے حیات، اسلامی ریاست کے ماحول اور انفرادیت کے ارتقا جیسے نقاط سکھائے اور سمجھائے۔ ہمیں اپنی نوجوان نسل کی اصلاح کیلئے نہ صرف تعلیم اور سائنسی بنیادوں پر قائم کرنا ہوگا، بلکہ اساتذہ کو بھی معاشرے میں جائز مقام دینا ہوگا تاکہ وہ پورے اطمینان اور دل جمعی سے تدریس کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

نوید عالم، لاہور

کرتی ہے اس لئے اگر شوگر کے مریض کھانے میں سات سے آٹھ کھانے کے چچ پر مشتمل ایک پیالی آدھی چپاتی کے ہمراہ کھائیں تو ان کے جسم پر خاطر خواہ مثبت اثرات مرتب ہو سکتے ہیں۔ تاہم شوگر کے مریضوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر پر گلوکومیٹر رکھیں اور وقتاً فوقتاً اپنی شوگر چیک کرتے رہیں لیکن شوگر چیک کرنے کا بہتر وقت نہار پیٹ یا کھانے سے دو گھنٹے بعد کا ہے۔

حرف افتخار، شانزہ رفیق

یوٹیلیٹی سٹورز پر چینی اور گھی کی قیمتوں میں کمی کی جائے

مکرمی! یوٹیلیٹی سٹورز پر چینی اور گھی کی قیمتیں کم نہ ہونے سے غریب عوام میں مایوسی کی لہر دوڑ گئی ہے، اور سستے داموں اشیاء خورد و نوش کی خریداری کے لیے یوٹیلیٹی اسٹورز کا رخ کرنے والے شہریوں کو مایوسی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔ یوٹیلیٹی اسٹورز پر چینی 155 روپے فی کلو جبکہ گھی 395 روپے فی کلو دستیاب ہے۔ جبکہ بازار میں گھی 380 روپے فی کلو اور چینی 135 روپے فی کلو میں



دستیاب ہے۔ اس لئے غریب عوام اوپن مارکیٹ سے چینی اور گھی کی خریداری پر مجبور ہیں۔ جبکہ مقابلے و مسابقت کے دور میں بہت سے نجی اسٹور کام کر رہے ہیں جہاں سارا سال متذکرہ اشیاء سمیت ضرورت کی تمام چیزوں کی فراہمی بلا قطل جاری رہتی ہے جبکہ سرکاری ادارہ ہونے کی بدولت یوٹیلیٹی اسٹورز کا رپوریشن کے پاس وسائل کی کمی نہیں پھر بھی عام بازار سے زیادہ قیمت

ذیابیطس ایک عالمی مسئلہ

مکرمی! ذیابیطس ایک عالمی مسئلہ ہے دنیا بھر میں تقریباً 9.3 فیصد لوگ اس کا شکار ہیں اور ماہرین کے مطابق یہ شرح 2045 میں 10.9 فیصد تک بڑھ جائے گی۔ 2019 کے سروے کے مطابق پاکستان میں 19.8 فیصد لوگ ذیابیطس کے مریض تھے جب کہ شرح



2022 میں 26.7 فیصد تک بڑھ چکی ہے۔ ذیابیطس کے علاج کے لئے بہت ساری ادویات استعمال کی جاتی ہیں جن کا طویل عرصے تک استعمال دل کے بند ہونے جگر کے مسائل جسم میں سوزش ہڈیوں کی کمزوری اور فریکچر کا باعث بنتا ہے۔ اس لئے کچھ ایسے قدرتی اجزا کے استعمال کی ضرورت ہے جو کہ ذیابیطس کو بھی کنٹرول کریں اور ان کا جسم پر کوئی نقصان بھی نہ ہو۔ مثلاً ابلے ہوئے سفید چمیز، تیوں کا تیل، لہسن اور لیموں کا رس، نمک، کالی مرچ، خشک دھنیا، پانی اور سرخ مرچ وغیرہ۔ غذائی حقائق کے اعتبار سے 100 گرام خالص میں تقریباً 166 حرارے ہوتے ہیں۔ چکنائی 2.6 گرام پروٹین 7.9 گرام ہائیڈروجن 14 گرام فائبر 6.0 گرام جبکہ دیگر اجزا میں میکینیز فاسفورس آئرن زنک تھامین اور وٹامن B6 بھی مناسب مقدار میں پایا جاتا ہے۔ طبی فوائد کے اعتبار سے محض فائبر سے بھرپور غذا ہے جو نظام انہضام کو بہتر بنانے میں مدد دیتی ہے یہ نہ صرف خون میں شوگر لیول کنٹرول کرتی ہے بلکہ یہ بلڈ پریشر کنٹرول کرنے اور وزن کم کرنے میں بھی مدد کرتی ہے یہ نباتاتی پروٹین سے بھرپور ایک غذا ہے۔ جو کہ جسم میں سوزش کم

انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں پر ایک نظر

مختلف اخبارات میں شائع ہونیوالی خبروں اور ہیومن رائٹس واچ کے رپورٹرز اور نامہ نگاروں کی جانب سے بھجوائی گئی رپورٹس کے مطابق گزشتہ ماہ کے دوران ہونیوالی انسانی حقوق کی خلاف ورزیوں کی درج ذیل تفصیلات دی جا رہی ہیں

باپ نے غیرت کے نام پر بیٹی

اور پڑوسی کے لڑکے کو قتل کر دیا

راولپنڈی: مری میں باپ نے غیرت کے نام پر اپنی بیٹی اور پڑوسی کے لڑکے کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ مری کے علاقے باڑی سالی میں باپ نے غیرت کے نام پر بیٹی کو قتل کرنے کے بعد پڑوسیوں کے لڑکے کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا، جس کے بعد دونوں لاشیں پوسٹ مارٹم کے لیے تحصیل ہیڈ کوارٹرز اسپتال مری منتقل کر دیا گیا۔ ملزم فائرنگ کے بعد پھل سمیت موقع سے فرار ہو گیا جبکہ پولیس کی بھاری نفری نے مری میں ملزم کی تلاش کے لیے سرچ آپریشن کا آغاز کر دیا۔ پولیس ذرائع نے بتایا کہ ملزم نزاکت نے مبینہ طور پر غیرت کے نام پر پہلے اپنی بیٹی رابعہ کو گولیاں مار کر قتل کیا اور بعد میں پڑوسیوں کے لڑکے زعفران کو بھی فائرنگ کر کے قتل کر دیا اور موقع سے فرار ہو گیا۔

سفاک شوہر اور سرسالیوں نے گھر نام

نہ کرنے پر خاتون کو زہر دے دیا

پاکپتن: پنجاب کے علاقے پاکپتن میں سفاک شوہر اور سرسالیوں نے مکان نام پر نہ کرنے پر خاتون کو زہر دے کر مار ڈالا۔ پاکپتن کے فرید محلے میں ایک شخص اور اس کے گھر والوں نے مکان نام پر نہ کرنے پر خاتون کو تشدد کا نشانہ بنایا اور اسی دوران زہر دے دیا۔ اہل خانہ نے الزام عائد کیا کہ متوفیہ ساجدہ کو شوہر اور دیور نے تشدد کے دوران زبردستی زہر کھلایا جس پر اسے تشویشناک حالت میں اسپتال منتقل کیا گیا جہاں وہ دوران علاج دم توڑ گئی۔ لواحقین نے بیٹی کے قتل کا الزام شوہر اور سرسالیوں پر عائد کرتے ہوئے ان کے خلاف مقدمہ درج کروادیا جس میں کہا گیا ہے کہ شوہر نے گھر اپنے نام نہ کرنے پر ساجدہ کو تشدد کرنے کا حکم دیا۔

دیوروں کے ہاتھوں بھابھی قتل

کراچی: اورنگی ٹان ایم پی آر کالونی گھر میں سوئی ہوئی خاتون کو بغدے اور ہتھوڑے کے پے درپے وار کر کے قتل کر دیا گیا، پولیس نے خاتون کے قتل میں ملوث ایک دیوار کو گرفتار کر کے آٹھ قتل برآمد کر لیا، خاتون کیقتل میں ملوث ایک دیوار اور شوہر فرار ہو گئے ہیں جن کی گرفتاری کے لیے چھاپے مارے جا رہے ہیں۔ اورنگی ٹانوں تھانے کے علاقے ایم پی آر کالونی مجیب گوٹھ میں گھر میں سوئی ہوئی خاتون کو بغدے اور ہتھوڑے کے پے درپے وار کر کے قتل کر دیا گیا خاتون کی لاش قانونی کارروائی کے لیے عباسی شہید اسپتال منتقل کی گئی۔ مقتولہ خاتون کی شناخت 35 سالہ عاصمہ زوجہ حفیظ اللہ کے نام سے کی گئی، مقتولہ خاتون 2 بچوں کی ماں تھی۔ ایس ایچ او اورنگی ٹانوں جمال لغاری کے مطابق مقتولہ خاتون کو اس کے 2 دیوروں عنایت شاہ اور نیر شاہ نے غیرت کے نام پر بغدے اور ہتھوڑے کے پے درپے وار کر کے قتل کیا، خاتون کے قتل میں اس کا شوہر حفیظ اللہ بھی ملوث ہے۔

ملزمان کا تین سالہ بچے پر بہیمانہ تشدد

رائیونڈ: رائیونڈ میں جانوروں کو راستہ دینے کے مسئلے پر ملزم ملک بشیر نے 3 سالہ بچے ابو بکر پر چھری کے وار کیے۔ ملزم نے جانور ہانکنے والے نوجوان نعمان کو بھی تشدد کا نشانہ بنایا۔ پولیس ذرائع کے مطابق زخمی بچے کے دادا کی مدعیت میں تھانہ رائیونڈ میں مقدمہ درج کر لیا گیا۔ پولیس نے ملزم ملک بشیر کو گرفتار کر لیا گیا۔ بچے کو زخمی حالت میں اسپتال منتقل کر دیا گیا۔

بیوی کی ناک اور کان کاٹنے والا

سفاک ملزم ساتھی سمیت گرفتار

قصور: اہلیہ کی ناک اور کان کاٹنے والے سفاک ملزم کو پولیس نے اس کے ساتھی سمیت گرفتار کر لیا۔

پولیس کے مطابق قصور کے علاقے پھول نگر میں بیوی کی ناک اور کان کاٹنے کی اطلاع موصول ہوئی، جس پر فوری کارروائی کرتے ہوئے ملزم کو ساتھی سمیت گرفتار کر کے مقدمہ درج کر لیا گیا۔ آئی جی پنجاب ڈاکٹر عثمان انور نے ملزم کی فوری گرفتاری پر ڈی پی او قصور اور پولیس ٹیم کو سراہتے ہوئے کہا ہے کہ قانونی کارروائی جلد از جلد مکمل کر کے ملزمان کو تفرار واقعی سزا دلوائی جائے۔

لڑکی کا چلتی کار میں فائرنگ سے قتل

اسلام آباد: لڑکی کو کار کے اندر فائرنگ کے باہر پھینک دیا گیا۔ یہ واقعہ تھانہ انڈسٹریل ایریا کی حدود میں پیش آیا ہے، جہاں سڑک پر ایک لڑکی کی گولی لگی لاش ملی ہے، لاش ملنے پر مقتولہ کی نعش ہسپتال منتقل کر دی گئی ہے۔ پولیس نے ابتدائی تحقیقات کے بعد کہا ہے کہ نامعلوم لڑکے نے لڑکی پر فائر کیا جس سے وہ جاں بحق ہو گئی، مقتولہ کی شناخت کی جا رہی ہے، جائے وقوع سے سی سی ٹی وی فوٹیج حاصل کر کے تفتیش جاری ہے۔ پولیس ذرائع کا کہنا ہے کہ انہیں عینی شاہدین نے بتایا ہے کہ لڑکی کو چلتی کار میں فائرنگ کر کے مارا گیا۔

کنویں سے بچی کی لاش ملنے کا کیس حل

سفاک پڑوسی نے زیادتی کے بعد قتل کیا

راولپنڈی: تھانہ گوجر خان میں کنویں سے ملنے والی لاپتہ دس سالہ بچی کا قاتل پکڑا گیا، قاتل بچی کا پڑوسی تھا جس نے زیادتی کر کے مارا اور لاش کنویں میں پھینک دی تھی۔ پنڈی تھانہ گوجر خان کے علاقے سے ایک کنویں سے دس سالہ بچی کی لاش ملی تھی، واقعہ کا مقدمہ بچی کی والدہ کی مدعیت میں نامعلوم ملزمان کے خلاف تھانہ گوجر خان میں درج کیا گیا تھا، پولیس نے تحقیقات کے بعد بچی کو اغوا کر کے زیادتی اور قتل کرنے والا درندہ صفت ملزم کو گرفتار کر لیا جو کہ بچی کا پڑوسی فلک شیر نکلا، دوران تحقیقات فلک

شیر نے قتل و زیادتی کا اعتراف کر لیا۔ ملزم نے دس سالہ بچی کو اغوا کر کے زیادتی کے بعد قتل کیا اور واقعہ کو حادثے کا رنگ دینے کے لیے لاش کنویں میں پھینک دی۔

عید کے روز لا پتہ ہونے والا 9 سالہ بچہ زیادتی کے بعد قتل

لاہور: شالیمار میں 9 سالہ بچے کو زیادتی کے بعد قتل کر دیا گیا۔ پولیس کے مطابق شالیمار کے علاقے سے 9 سالہ عبداللہ لا پتہ تھا جس کی آج ایک گھر سے لاش برآمد ہوئی جس کو گلہ دبا کر قتل کیا گیا ہے۔ پولیس کے مطابق بچے کی گمشدگی کا مقدمہ تھانہ شالیمار میں درج تھا۔ لاش ملنے کی اطلاع پر پولیس اور ریسکیو 1122 کی ٹیمیں موقع پر پہنچیں جہاں سے بچے کی لاش کو ضابطے کی کارروائی کے لیے اسپتال منتقل کیا گیا۔ پولیس نے واقعے میں ملوث ملزم کو گرفتار کر کے قانونی کارروائی کا آغاز کر دیا جس نے عبداللہ کو زیادتی کے بعد قتل کرنے کا اعتراف کیا ہے۔

رشتے کے تنازع پر فائرنگ سے ماں جاں بحق، بیٹی زخمی

کراچی: پیر آباد میں گھر کے اندر فائرنگ کے واقعہ میں ماں جاں بحق اور بیٹی زخمی ہو گئی۔ ایس ایس پی ڈسٹرکٹ ویسٹ نے بتایا کہ فائرنگ سے جاں بحق ماں کی شناخت 40 سالہ حبیبہ جبکہ زخمی بیٹی کی شناخت 18 سالہ مروہ دختر فضل کے نام سے ہوئی جسے طبی امداد فراہم کی جا رہی ہے۔ انہوں نے بتایا کہ ابتدائی معلومات کے مطابق مقتولہ خاتون کی شوہر سے کچھ عرصے سے ناراضگی چل رہی تھی اور دونوں ماں بیٹی نے مذکورہ مکان 6 ماہ سے کرائے پر لیا ہوا تھا جبکہ مقتولہ حبیبہ اپنی بیٹی کی رشتہ طے کر رہی تھی۔ ایس ایچ او شاہد تاج نے بتایا کہ مقتولہ مکان کی پہلی منزل پر رہائش پذیر تھی جبکہ نیچے گراؤنڈ فلور پر بھی کرایہ دار رہتے ہیں۔

سسرالیوں کے تشدد سے بہو جاں بحق

لاہور: غازی آباد میں سسرالیوں نے مبینہ طور پر بہو کو تشدد اور گلابا کر قتل کر دیا۔ شہر بانو کی ایک سال قبل غازی آباد کے رہائشی آصف نامی شخص سے شادی ہوئی تھی۔ عید کے دوسرے روز والدین کو ملنے آنا تھا لیکن سسرال سے اس کی موت کی خبر آ گئی۔ متوفیہ شہر بانو کے

والد کا کہنا ہے کہ سسرالی میری بچی کو ڈھنی اذیتیں دیتے اور جسمانی تشدد کا نشانہ بناتے تھے، شادی کے بعد ایک بچے کی پیدائش ہوئی جو چند ہی روز میں وفات پا گیا۔ انہوں نے کہا کہ سسرال سے فون آیا شہر بانو کی طبیعت خراب ہے جب وہ اسپتال پہنچے تو وہ مر چکی تھی، ڈاکٹروں نے بتایا کہ بچی اسپتال لانے سے دو گھنٹے قبل ہی وفات پا چکی تھی۔ متوفیہ کے والد کا مزید کہنا تھا کہ شہر بانو کی گردن پر پھندے کے نشانات موجود ہیں، غازی آباد پولیس نے متوفیہ شہر بانو کے شوہر آصف اور عبدالرشید کو گرفتار کر کے حوالات میں بند کر دیا۔ پولیس نے مقتولہ کے بھائی عمیر علی کی مددیت میں نامزد ملزمان آصف، عبدالرشید اور راشد کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔

آن لائن جنسی ہراسگی میں ملوث 3 ملزمان گرفتار

اسلام آباد: ایف آئی اے سائبر کرائم سرکل اسلام آباد نے آن لائن جنسی ہراسگی میں ملوث 3 ملزمان کو گرفتار کر لیا۔ ایف آئی اے کے مطابق گرفتار ملزمان میں سعود احمد، عبدالباسط اور محمد رمضان شامل ہیں۔ ملزمان نے خواتین کی قابل اعتراض تصاویر سوشل میڈیا پر شیئر کیں۔ ملزمان کو اسلام آباد کے علاقے فیض آباد، کھنہ پل اور ایف ایٹ سے گرفتار کیا گیا۔ ملزم سعود احمد نے شکایت کنندہ کی قابل اعتراض تصاویر ٹویٹر پر شیئر کیں جبکہ ملزم عبدالباسط نے انسٹا گرام پر وائرل کیں۔ ملزم محمد رمضان نے قابل اعتراض تصاویر واٹس ایپ پر شیئر کیں۔ ایف آئی اے کے مطابق ملزمان نے جعلی سوشل میڈیا اکاؤنٹس بنا رکھے تھے۔ گرفتار ملزمان گزشتہ کئی ماہ سے شکایت کنندگان کو بلیک میل کر رہے تھے۔ ملزمان کے زیر استعمال موبائل فون سے قابل اعتراض مواد برآمد کر لیا گیا۔ ملزمان کے مقدمہ درج کر کے مزید تفتیش جاری ہے۔

گھریلو تنازع پر فائرنگ سے خاتون سمیت 3 افراد جاں بحق

لاہور: سمن آباد کے علاقے رسول پارک میں گھریلو تنازع پر فائرنگ سے خاتون سمیت 3 افراد جاں بحق جبکہ 2 افراد زخمی ہو گئے۔ پولیس نے کارروائی کے بعد فائرنگ سے ہلاک ہونے والے افراد کی لاشوں

کو مردہ خانہ منتقل کر دیا، مرنے والوں کی شناخت ندیم، نازیہ اور سرفراز کے نام سے ہوئی ہے جبکہ زخمیوں میں عرفان اور رضیہ شامل ہیں۔ ایس پی اقبال ٹانہ اخلاق اللہ تارڑ کے مطابق ابتدائی تحقیقات کے مطابق ندیم کی سمن آباد گول چکر کے قریب رہائش پذیر سرفراز کے گھر سال قبل منگنی ہوئی تھی ندیم سرفراز کے گھر آیا جہاں جھگڑے کے بعد اس نے فائرنگ کر دی۔ پولیس کے مطابق فائرنگ سے سرفراز موقع پر جاں بحق ہو گیا جبکہ عرفان اور 02 خواتین رضیہ اور نازیہ شدید زخمی ہوئیں، زخمیوں کو ہسپتال منتقل کیا گیا جہاں نازیہ دم توڑ گئی بعد ازاں ندیم نے بھی واقعہ کے بعد خود کو گولی مار کر خودکشی کر لی۔

ویزا آفس آئیوالی خاتون کیساتھ زیادتی

شہر کے کاروباری مرکز بلیو ایریا میں خاتون کے ساتھ زیادتی کا افسوس ناک واقعہ پیش آیا ہے، تھانہ کو ہسار پولیس نے متاثرہ خاتون کی مددیت میں نامزد ملزم کے خلاف مقدمہ درج کر لیا۔ شادی شدہ خاتون (ص) کا سوشل میڈیا ایپ پر اسد عمران نامی شہری سے رابطہ ہوا ملزم اسد نے خاتون کو شام کے وقت دینی کے ویزا کے بہانے آفس بلوایا۔ متن مقدمہ میں بتایا گیا کہ خاتون اپنے شیرخوار بچے کے ساتھ دفتر پہنچی۔ ملزم نے بچے کو جان سے مار دینے کی دھمکی دیتے ہوئے زیادتی کا نشانہ بنایا۔ خاتون کی درخواست پر تھانہ کو ہسار پولیس نے مقدمہ درج کر کے تفتیش شروع کر دی ہے۔

13 سالہ بچی سے نکاح کرنے والا 70

سالہ شخص، نکاح خواں اور گواہ زیر حراست
سوات: پولیس نے 13 سالہ بچی سے نکاح کرنے والے 70 سالہ شخص، بچی کے والد، نکاح خواں اور گواہوں کو حراست میں لے لیا۔ 13 سالہ بچی سے 70 سالہ بوڑھے شخص کے نکاح کے معاملے میں پیش رفت سامنے آئی ہے، پولیس نے 70 سالہ حبیبہ اور اور لڑکی کے والد کو حراست میں لے لیا۔ ایس ایچ او روشن علی کے مطابق بچی کو اسپتال میں میڈیکل رپورٹ کیلئے پیش کیا جا رہا ہے جبکہ دیگر قانونی تقاضے پورے کیے جا رہے ہیں، قانونی تقاضے پوری کرنے کے بعد کارروائی کی جائے گی۔



INTERNATIONAL NEWS

بین الاقوامی خبریں

ہمیشہ برقع پہن کر دفتر آتی ہیں اور لنچ کرنے ریٹورنمنٹ کی ایک ٹیمبل بک کرانی چاہی تو ہمیں جواب دیا گیا کہ ریٹورنمنٹ میں برقع اتار کر جانا ہوگا۔ خواتین کے بقول جب ہم نے اس کی وجہ پوچھی تو کہا گیا کہ یہ ریٹورنمنٹ کی پالیسی ہے کسی بھی مذہبی بھی علامت کے اظہار کی اجازت نہ دی جائے اور جب برقع اور حجاب اتارنے سے انکار کیا ہمیں عملے نے باہر نکال دیا۔

عراق میں ہم جنس پرستی پر 15 سال

قید کی سزا کا قانون منظور

بغداد: عرب میڈیا کے مطابق عراق کی پارلیمنٹ نے ایک قانون منظور کیا ہے جس کے تحت ہم جنس پرستی کو جرم قرار دیتے ہوئے زیادہ سے زیادہ 15 اور کم سے کم 10 سال قید کی سزا ہوگی۔ اسی طرح جنس کی تبدیلی کا آپریشن کروانے پر 3 سال جب کہ ہم جنس پرستی اور جسم فروشی کے فردوغ میں کسی بھی قسم کی مدد کرنے پر 7 سال قید ہو سکتی ہے۔ خیال رہے کہ اس بل میں ابتدائی طور پر



ہم جنس پرستوں کے لیے سزائے موت شامل تھی لیکن امریکا اور یورپی ممالک کی شدید مخالفت کے بعد بل میں ترمیم کی گئی اور سزا کو 15 سال قید کر دیا گیا۔ بل میں کہا گیا ہے کہ اس اقدام کا مقصد ملک میں مذہبی اقدار کو برقرار رکھنا ہے۔ عراقی معاشرے کو اخلاقی پستی اور ہم جنس پرستی کے مطالبات سے بچانا ہے۔ یاد رہے کہ 130 سے زیادہ ممالک میں ہم جنس پرستی قانونی ہے جب کہ 60 سے زیادہ ممالک ہم جنس پرستوں کو مجرم قرار دیتے ہیں۔

خواتین یا تو بیوہ ہو گئیں یا بے گھر ہیں اور بچوں سمیت شدید فاقہ کشی کا سامنا کر رہی ہیں۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جنگ کی وجہ میں عورت کا حصہ نہ ہونے کے برابر



ہے لیکن سب سے زیادہ نقصان ایک خاتون کا ہی ہوا ہے۔ کوئی خود اپنی جان سے گئی کسی کا شوہر نہ رہا تو کسی کی کوکھ اجڑ گئی۔ آباد آشیانے برباد ہو گئے۔ واضح رہے کہ 17 اکتوبر سے غزہ پر جاری اسرائیلی بمباری میں شہید ہونے والے فلسطینیوں کی تعداد 33 ہزار 970 ہو گئی جب کہ 76 ہزار سے زائد زخمی ہیں۔ شہید اور زخمی ہونے والوں میں نصف تعداد خواتین اور بچوں کی ہے۔

بھارت میں باحجاب خواتین کے

ریٹورنمنٹ میں داخلے پر پابندی

نئی دہلی: بھارتی دارالحکومت کے ایک معروف ریٹورنمنٹ میں باحجاب خواتین کو داخل ہونے سے روک دیا گیا۔ کشمیر میڈیا سروس کے مطابق یہ واقعہ دہلی کے جنوبی علاقے میں جامعہ ملیہ اسلامیہ یونیورسٹی کے قریب نیو فرینڈز کالونی کے ماریہ کیفے میں لنچ ٹائم کے دوران پیش آیا۔ مسلم خواتین نے بتایا کہ ہم چار کولیگز



غزہ کی تعمیر نو میں 80 سال اور 40

ارب ڈالر لگ سکتے ہیں؛ اقوام متحدہ

جنیوا: عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق اقوام متحدہ کی رپورٹ میں انکشاف کیا گیا ہے کہ اسرائیلی بمباری سے غزہ کی حالت چاند کی سطح کی طرح تک ہو گئی۔ 7 ماہ میں 80 ہزار سے زائد گھر بلے کا ڈھیر بن گئے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غزہ کی بلند و بالا عمارتیں ملیا میٹ اور انفراسٹرکچر تباہ ہو گئے جن کی تعمیر نو کا کام آئندہ صدی تک ممکن ہو پائے گا اور اس کا تخمینہ تقریباً 40 ارب ڈالر ہے۔ اقوام متحدہ کے ترقیاتی پروگرام کی رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غزہ کو تمام تباہ شدہ مکانات کی بحالی کے لیے تقریباً 80 سال درکار ہو گے جب کہ جزوی بحالی میں بھی کم از کم 16 سال لگ سکتے ہیں۔



رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غزہ میں جنگ کے بعد سے غربت کی شرح 60.7 فیصد تک جا پہنچی ہے جو جنگ سے قبل 38.8 فیصد تھی۔

اسرائیلی بمباری میں 6 ہزار ماؤں سمیت

10 ہزار خواتین ہلاک ہو چکی؛ اقوام متحدہ

جنیوا: عالمی خبر رساں ادارے کے مطابق اقوام متحدہ خواتین کی جانب سے جاری رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ غزہ میں بلاقصور ماری جانے والی ہفتی 10 ہزار خواتین میں سے 6 ہزار ماؤں تھیں جن کے 19 ہزار بچے یتیم ہو گئے۔ اقوام متحدہ کی رپورٹ میں مزید کہا گیا ہے کہ اسرائیلی بمباری اور فوجی حملوں سے بچ جانے والی

پراپرٹی کی خرید و فروخت، گروی، کرایہ اور تعمیر کا قابل اعتماد ادارہ

ارحم پراپرٹی کنسلٹنٹ

رئیل اسٹیٹ ایجنسی



غلام مصطفیٰ چوہدری

0332-4490286

عمیر مصطفیٰ

0321-4899505

عابد حسین

0300-9440829

عبدالعزیز

0321-4102497

231/12 نزد فردوس مسجد مصطفیٰ آباد (پرانہ دھرمپورہ) علامہ اقبال روڈ لاہور

E-mail: arhampropertyconsultanthr@gmail.com 0300-4539241

سوشل راؤنڈ اپ



کراچی: چیئر مین پیپلز پارٹی بلاول بھٹو عالمی یوم مزدور پر منعقدہ تقریب سے خطاب کر رہے ہیں



لاہور: صوبائی وزیر اقلیتی امور میٹھ سنگھ اروڑہ الحمراء میں بی ایل ایل ایف کے سیمینار میں شریک ہیں



لاہور: پرنسپل جنرل ہسپتال پروفیسر ڈاکٹر الفریڈ ملقر دمہ کے عالمی دن پر ”بہتر سانس بہترین زندگی“ کے موضوع پر آگاہی واک کی قیادت کر رہے ہیں



لاہور: طالبات قصر بہود سوشل ویلفیئر و ہیلتھ مال کے زیر اہتمام پینٹنگ مقابلے میں شریک ہیں



لاہور: لوگوارام ہسپتال کی نرسیں تنخواہیں نہ ملنے پر احتجاج کر رہی ہیں



لاہور: ایل ڈبلیو ایم سی کے سینٹری ورکرز اپنے مطالبات کے حق میں احتجاج کر رہے ہیں



لاہور: محنت کشوں کے عالمی دن پر لاہور خواتین کی ریلی، گوجرانوالہ میں مزدور سرپا احتجاج اور کراچی میں ریلی نکالی جا رہی ہے

MONTHLY **HUMAN RIGHTS WATCH** LAHORE



The advertisement features a central image of a white GFC ceiling fan with yellow blades. The background is split diagonally, with a dark blue circuitry pattern on the left and a white background on the right. In the top left, the GFC logo is displayed in gold and red. In the top right, a circular graphic contains the GFC logo and the text 'REPLACEMENT OFFER'. The main text is in Urdu, promoting a 30W Inverter fan with a 70% electricity saving. It includes a website URL and a phone number.

GFC
F A N S

GFC
F A N S
REPLACEMENT
OFFER

پاکستانیو ---
اپنا پتکھا بدلو

30W
INVERTER

70 فیصد تک بجلی بچائیں
فین لگائیں

کسی بھی برانڈ کا پُرانا پتکھا لائیں اور جی ایف سی
کا نیا پتکھا رعائتی قیمت پر حاصل کریں

مزید معلومات کے لیے www.gfcfans.com وزٹ کریں
یا **0340-1111008** پر کال کریں

* شرائط و ضوابط لاگو ہیں۔ یہ آفر محدود مدت کے لئے ہے۔